مکرم شیخ مجاہد بنگالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48

شمارہ 9

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

15 ذیقعدہ 1419 ہجری 4 امان 1378 ہش 4 مارچ 1999ء

لندن ۲۷ فروری (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل)
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر وعافیت ہیں۔ کل حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور آیت الکرسی کی تفسیر کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور وسیلہ بننے کی پر معارف تفسیر فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وتندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب کرام دعائیں کرتے رہیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ

حقیقی طور پر سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو صفات کاملہ سے متصف ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

"مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیئے جس نے ان کو ایک ایسا دین بخشا ہے جو علمی اور عملی طور پر ہر ایک قسم کی فساد اور مکروہ باتوں اور ہر ایک نوع کی قباحت سے پاک ہے۔ اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اس کو معلوم ہوگا۔ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد وثناء کا مستحق نہیں ہے۔ اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض کی ملونی کے دیکھے تو اس پر بدیہی طور پر کھل جاویگا۔ کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہے وہ یا تو اس لئے مستحق ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود یا موجود کی خبر نہ تھی وہ اس کا پیدا کرنے والا ہو یا اس وجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاء وجود اور حفظ صحت اور قیام زندگی کیلئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اور اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں یا ایسے زمانہ میں کہ اس پر بہت سی مصیبتیں آسکتی تھیں۔ اس نے رحم کیا ہو اور اس کو محفوظ رکھا ہو اور یا اس وجہ سے مستحق تعریف ہو سکتا ہے کہ محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہ کرے۔ اور محنت کرنے والوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرے۔ اگرچہ بظاہر اجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے لیکن ایسا شخص بھی محسن ہو سکتا ہے جو پورے طور پر حقوق دے یہ صفات اعلیٰ قسم کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد وثنا بنا سکتے ہیں۔ اب غور کرکے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے۔ اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں۔

خلق اور ربوبیت کا ایک پہلو

اول دیکھو صفت خلق اور پرورش۔ یہ صفت اگرچہ انسان گمان کر سکتا ہے کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن اگر زیادہ غور کریگا۔ تو اس کو معلوم ہو جاویگا کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں کے اغراض ومقاصد ہوتے ہیں۔ جن کی بناء پر وہ احسان کرتے ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ مثلاً بچہ تندرست خوبصورت توانا پیدا ہو تو ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکا ہو تو پھر یہ خوشی اور بھی بڑی ہوتی ہے۔ شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر لڑکی ہو تو گویا وہ گھر ماتم کدہ اور وہ دن سوگ کا دن ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ بسا اوقات بعض نادان مختلف تدابیر سے لڑکیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں یا ان کی پرورش میں کم التفات کرتے ہیں اور اگر بچہ لنجا۔ اندھا۔ اپاہج پیدا ہو۔ تو چاہتے ہیں کہ وہ مر جاوے اور اکثر دفعہ تعجب نہیں کہ خود بھی وبال جان سمجھ کر مار دیں۔ میں نے پڑھا ہے کہ یونانی لوگ ایسے بچوں کو عمداً ہلاک کر دیتے تھے۔ بلکہ ان کے ہاں شاہی قانون تھا۔ کہ اگر کوئی ناکارہ بچہ اپاہج اندھا وغیرہ پیدا ہو۔ تو اس کو فوراً مار دیا جاوے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسانی خیالات پرورش اور خبر گیری کے ساتھ ذاتی اور نفسانی اغراض سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اس قدر مخلوق کی (جس کے تصور اور بیان سے وہم اور زبان قاصر ہے اور جو آسمان اور زمین میں بھری پڑی ہے) خلق اور پرورش سے کوئی غرض ہرگز نہیں ہے۔ وہ والدین کی طرح خدمت اور رزق نہیں چاہتا بلکہ اس نے مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضا سے پیدا کیا ہے۔ ہر ایک شخص مان لیگا کہ بوٹا لگانا پھر آب پاشی کرنا اور اسکی خبر گیری رکھنا اور ثمر دار درخت ہونے تک محفوظ رکھنا ایک بڑا احسان ہے۔ پس انسان اور اس کی حالت اور غور وپرداخت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس قدر انقلابات اور بیکسیوں کی تغیرات میں اس کی دستگیری فرمائی ہے۔

دوسرا پہلو

دوسرا پہلو جو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ قبل از پیدائش وجود ایسے سامان ہوں کہ تمدنی زندگی اور قویٰ کے کام کے لئے پورا پورا سامان موجود ہو دیکھو ابھی ہم پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ سامان پہلے ہی پیدا کر دیا۔ منور سورج جو اب چڑھا ہوا ہے۔ اور جس کی وجہ سے عام روشنی پھیلی ہوئی ہے اور دن چڑھا ہوا ہے اگر نہ ہوتا۔ کیا ہم دیکھ سکتے تھے یا روشنی کے ذریعہ جو فوائد اور منافع ہمیں پہنچ سکتے ہیں۔ ہم کس ذریعہ حاصل کر سکتے۔ اگر سورج اور چاند یا اور کسی قسم کی روشنی نہ ہوتی تو بینائی بیکار ہوتی۔ اگرچہ آنکھوں میں ایک قوت دیکھنے کی ہے۔ مگر دو بیرونی اور خارجی روشنی کے بدوں محض نکمی ہے۔ پس یہ کس قدر احسان ہے کہ قویٰ سے کام لینے کے لئے ان ضروری سامانوں کو پہلے سے مہیا کر دیا۔ اور پھر یہ کس قدر رحمت ہے کہ ایسے قویٰ دیئے ہیں اور ان میں بالقوہ استعدادات رکھ دی ہیں جو انسان کی تکمیل اور وصول الی الغایۃ کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ دماغ میں، اعصاب میں، عروق میں ایسے خواص رکھے ہیں۔ کہ انسان ان سے کام لیتا ہے اور ان کی تکمیل کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ قوتوں کی تکمیل کا سامان ساتھ ہی پیدا کر دیا ہے۔ یہ تو اندرونی نظام کا حال ہے کہ ہر ایک قوت اس منشاء اور مفاد سے پوری مناسبت رکھتی ہے۔ جس میں انسان کی فلاح ہے اور بیرونی طور پر بھی ایسا ہی انتظام رکھا ہے کہ ہر شخص جس قسم کا حرفہ رکھتا ہے اس کے مناسب حال ادویات وآلات قبل از وجود مہیا کر رکھے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی جوتا بنانے والا ہے تو اس کو چمڑہ اور دھاگہ نہ ملے تو وہ کہاں سے لائے اور کیونکر اپنے حرفہ کی تکمیل کرے۔ اسی طرح درزی کو اگر کپڑا نہ ملے تو کیونکر سیئے۔ اسی طرح ہر متنفس کا حال ہے۔ طبیب کیسا ہی حاذق اور عالم ہو۔ لیکن اگر ادویہ نہ ہوں۔ تو وہ کیا کر سکتا ہے۔ بڑی سوچ اور فکر سے ایک نسخہ لکھ دیگا۔ لیکن بازار سے دوا نہ ملے تو کیا کریگا۔ کس قدر فضل ہے کہ ایک طرف علم دیا ہے اور دوسری طرف نباتات، جمادات، حیوانات جو مریضوں کے مناسب حال تھے پیدا کر دیئے ہیں اور ان میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں جو ہر زمانہ میں نااندیشہ ضروریات کے کام آسکتے ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ نے کوئی چیز بھی غیر مفید پیدا نہیں کی اور جس کے خواص محدود ہوں۔ یہانتک کہ پسو اور جوں تک بھی غیر مفید نہیں۔ لکھا ہے کہ اگر کسی کا پیشاب بند ہو تو بعض وقت جوں کو احلیل میں دینے سے پیشاب جاری ہو جاتا ہے انسان ان اشیاء کی مدد سے کہاں تک فائدہ اٹھاتا ہے کوئی تصور کر سکتا ہے؟ پھر چوتھی بات پاداش محنت ہے۔ اس کے لئے بھی خدا کا فضل درکار ہے۔ مثلاً انسان کس قدر محنت ومشقت سے زراعت کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ نہ ہو تو کیونکر اپنے گھر میں غلہ لا سکے۔ اسی کے فضل وکرم سے اپنے وقت پر ہر ایک چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ اب قریب تھا کہ اس خشک سالی میں لوگ ہلاک ہو جاتے۔ مگر خدا نے اپنے فضل سے بارش کر دی اور بہت سا حصہ مخلوق کو سنبھال لیا غرض اولاً وبالذات اکمل اور اعلیٰ مستحق تعریف کا خدا تعالیٰ ہے۔ اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاق نہیں۔

سورۃ والناس میں تین حقوق کا بیان

اگر کسی دوسرے کو استحقاق تعریف کا ہے تو صرف طفیلی طور پر ہے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ باوجودیکہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے مگر اس نے طفیلی طور پر بعض کو اپنے محامد میں شریک کر لیا ہے۔ جیسے اس سورۃ شریفہ میں بیان فرمایا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ (الناس ۲ تا ۷)۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی مستحق حمد کے ساتھ عارضی مستحق حمد کا بھی اشارۃً ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اخلاق فاضلہ کی تکمیل ہو۔ چنانچہ اس سورۃ میں تین قسم کے حق بیان فرمائے ہیں۔

فرمایا۔ تم پناہ مانگو اللہ کے پاس جو جامع جمیع صفات کاملہ کا ہے اور جو رب ہے اور جو ملک ہے لوگوں کا پھر جو معبود ومطلوب حقیقی ہے لوگوں کا۔ یہ سورۃ اس قسم کی ہے کہ اس میں اصل توحید کو تو قائم رکھا ہے مگر معاً یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کے حقوق بھی ضائع نہ کریں جو ان اسماء کے مظہر ظلی طور پر ہیں۔ رب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا اور تکمیل تک پہنچانیوالا ہے۔ لیکن عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کا مظہر ہیں ایک جسمانی طور پر اور دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہیں۔ (ملفوظات جلد نمبر ۲ صفحہ ۹-۱۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 4 مارچ 1999

شاہ حسین مرحوم کی یاد میں

اس ماہ بالخصوص عالم اسلام میں یہ خبر نہایت افسوس سے سنی گئی کے اُردن کے شاہ حسین 63 سال کی عمر میں کینسر سے وفات پاگئے۔ شاہ حسین مرحوم نے ایک طویل عرصہ تک اردن کے عوام کی خدمت سرانجام دی آپ کا دور اور جذبۂ خدمت جو 47 سال پر پھیلا ہوا ہے کئی دنوں تک یاد رکھا جائے گا۔

فلسطین کیلئے آپ کی خدمت ہمیشہ یاد رکھی جائے گی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے قضیہ ٔ فلسطین کیلئے اقوام متحدہ میں جو زریں کوششیں سرانجام دیں ان کیلئے وہ آپ کے بیحد ممنون رہے چنانچہ اس بناء پر شاہ حسین نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کو اپنے ملک میں باقاعدہ دعوت دی اور فرمایا۔

"ہم سب تہہ دل سے تمہارے ممنون ہیں کہ تم نے قضیہ فلسطین کی ابتداء سے نہایت جرأت اور دانشمندی سے ہمارے حقوق کا دفاع کیا ہے اور جب حال ہی میں اسرائیلوں نے سخت ظلم اور تعدی سے قبیہ کا عرب گاؤں ہمارے حدود کے اندر بے جا مداخلت کر کے برباد کیا تو تم نے خود مجلس امن میں پیش ہو کر اسرائیلیوں کی مکاری اور فریب کاریوں کا پردہ فاش کیا"۔ (تحدیث نعمت صفحہ 596)

مرحوم شاہ اُردن کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ نے اُردن کا سب سے اعلیٰ اعزاز "ستارہ اردن" آپ کو عطا فرمایا۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اپنی خود نوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں۔

"جلالۃ الملک سے میری تین ملاقاتیں ہوئیں ہر دفعہ بڑی محبت سے پیش آتے ایک ملاقات میں تو صرف میں حاضر خدمت تھا بلا تکلف عرب اور عالم اسلام کے اہم مسائل پر گھنٹہ بھر سے زائد گفتگو ہی دوسرے دن شام کے کھانے پر وزراء اور سفراء اور کثیر تعداد میں شرکاء بھی موجود تھے کھانے کے بعد جلالۃ الملک نے کمال شفقت سے ستارہ اُردن کا سب سے اعلیٰ نشان مجھے مرحمت فرمایا"۔ (تحدیث نعمت صفحہ 597)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی پہلی ملاقات شاہ اُردن سے آپ کے تخت نشین ہونے کے ایک سال بعد 1953 میں ہوئی یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ پاکستان میں احمدیت کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا تھا اور شاہ مرحوم پاکستانی ملاؤں کے فتووں سے بے نیاز حضرت چوہدری صاحب کو "ستارہ اردن" عطا کرنے میں مصروف تھے گویا اپنے عمل سے پاکستانی ملاؤں سے بیزاری کا اظہار کر رہے تھے۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کو بھی مرحوم شاہ حسین سے بے حد محبت تھی ایک مرتبہ جب آپ شاہ مرحوم کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو عمان ائرپورٹ پر ایک پریس نمائندہ نے سوال کیا کہ آپ کس مقصد سے عمان جارہے ہیں حضرت چوہدری صاحب نے جواباً فرمایا:-

ایک دوست کی ملاقات کیلئے پوچھا کیا جلالۃ الملک کی خدمت میں حاضری کا موقع ہوگا؟ آپ نے فرمایا یہاں جو میرے دوست ہیں ان کا نام حسین بن طلال ہے جو حسن اتفاق سے اردن کے بادشاہ بھی ہیں۔

جن دنوں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ بین الاقوامی عدالت کے رُکن تھے لندن میں شاہ مرحوم سے آپ کی ملاقات ہوئی مرحوم نے بڑے اصرار سے پوچھا کہ آپ نے بار بار ملاقات کے اپنے وعدہ کو پورا نہ کیا حضرت چوہدری صاحبؓ نے عرض کیا حاضر تو ہوں فرمایا یہ تو دیار غیر میں ملاقات ہے ہمارے ہاں آؤ تو ہم اسے ایفائے عہد شمار کریں۔

مرحوم شاہ حسین نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی وفات پر درج ذیل پیغام تعزیت بھیجا تھا۔

"مجھے اپنے پیارے دوست سر ظفر اللہ خان کی وفات کی خبر سن کر گہرا صدمہ پہنچا ہے آپ کو عالم انسانیت کی خدمت دنیا بھر کے عوام کے جائز اور اصولی موقف کی تائید خصوصاً فلسطین کے بارے میں عظیم خدمات کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا یقیناً وہ عرب مفادات کی تائید کے چیمپئن تھے"۔

(بحوالہ اقبال اور احمدیت صفحہ 558)

شاہ حسین نوبل انعام یافتہ احمدی سائینسدان پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی بھی دل سے قدر کرتے تھے چنانچہ انہوں نے آپ کو 1980ء میں اردن کا اعلیٰ ترین سویلین اعزاز "آرڈر آف استقلال" عطا کیا اور اُردن کی یرموک یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے میں فخر محسوس کیا۔ پروفیسر عبد السلام مرحوم کو جارڈن کے عوام کی سائنسی ترقی میں گہری دلچسپی تھی چنانچہ اٹلی میں مقیم سائنسی مرکز میں 85-1975 کے دوران اردن کے 95 سائنسدانوں نے تربیت حاصل کی۔

شاہ حسین مرحوم کو اپنے ملک کی ترقی بالخصوص تعلیمی ترقی میں از حد دلچسپی تھی یہی وجہ ہے کہ اُردن کے عوام اپنے پڑوسی ممالک کی نسبت بہتر رنگ میں تعلیم یافتہ ہیں اور اُردن میں شرح خواندگی سعودی عرب شام اور مصر سے کہیں زیادہ ہے۔ شاہ حسین مرحوم نے حال ہی میں اسرائیل سے جو امن سمجھوتے کئے ہیں سیاسی اعتبار سے وہ کس قدر دور رس نتائج کے حامل ہوں گے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن اُن کی وجہ سے مرحوم کو دنیا میں Peace Maker کے نام سے ضرور یاد کیا جارہاہے۔

(منیر احمد خادم)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پُر معارف کلام

محبتوں کے نصیب

مرے درد کی جو دوا کرے۔ کوئی ایسا شخص ہوا کرے
وہ جو بے پناہ اُداس ہو۔ مگر ہجر کا نہ گِلہ کرے

مری چاہتیں مری قربتیں جسے یاد آئیں قدم قدم
تو وہ سب سے چھپ کے لباسِ شب میں لپٹ کے آہ و بکا کرے

بڑھے اس کا غم تو قرار کھو دے وہ میرے غم کے خیال سے
اٹھیں ہاتھ اپنے لئے تو پھر بھی مرے لئے ہی دُعا کرے

یہ قصص عجیب و غریب ہیں۔ یہ محبتوں کے نصیب ہیں
مجھے کیسے خود سے جدا کرے۔ اسے کچھ بتاؤ کہ کیا کرے

کبھی طے کرے یونہی سوچ سوچ میں وہ فراق کے فاصلے
مرے پیچھے آکے دبے دبے۔ مری آنکھیں موند ہنسا کرے

بڑا شور ہے مرے شہر میں کسی اجنبی کے نزول کا
وہ مری ہی جان نہ ہو کہیں۔ کوئی کچھ تو جا کے پتہ کرے

یہ تو میرے دل ہی کا عکس ہے۔ میں نہیں ہوں پر مری آرزو
کو جنون ہے مجھے یہ بنا دے تو پھر جو چاہے قضا کرے

بھلا کیسے اپنے ہی عکس کو میں رفیق جان بنا سکوں
کوئی اور ہو تو بتا تو دے۔ کوئی ہے کہیں تو صدا کرے

اسے ڈھونڈتی ہیں گلی گلی۔ مری خلوتوں کی اداسیاں
وہ ملے تو بس یہ کہوں کہ آ۔ مرا مولیٰ تیرا بھلا کرے

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۶/مارچ ۹۸ء صفحہ ۲)

شادی خانہ آبادی

مورخہ 29.1.99 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزم کرشن احمد سلمہ اللہ کارکن کمپیوٹر سیکشن صدر انجمن احمدیہ قادیان ولد چوہدری خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان کی تقریب شادی پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ نے دُعا کروائی۔ اور مورخہ 5.2.99 کو عزیزم کی شادی عزیزہ صبیحہ بیگم صاحبہ دختر مکرم مرزا حسن احمد صاحب بیگ۔ مسرت منزل۔ ہمایت نگر' حیدر آباد میں عمل میں آئی۔ جبکہ نکاح ایک سال قبل قادیان میں ہو چکا تھا۔

مورخہ 12.2.99 کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دعوت ولیمہ کی گئی۔ تمام احباب سے دُعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے باعث خیر و برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

سنہ ۱۹۹۹ء کا سال بہت زیادہ برکتوں کا سال ہے

اللہ جب فیصلہ کرے گا کہ جماعت کو خوشخبریاں ملیں تو کوئی دنیا کا ہاتھ نہیں جو ان خوشخبریوں کو روک سکے

سو سال پہلے جس سال مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی الہام ہوا، بعینہ اسی سال خدا تعالیٰ نے اِس صدی میں اُس کے پورا ہونے کے عظیم الشان ذرائع مہیافرما دئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ یکم رجنوری ۱۹۹۹ء بمطابق یکم رصلح ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ اياك نعبد و اياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾۔ (سورة فاطر: ۳۰،۳۱)

قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کو اس وجہ سے خاص طور پر آج کے جمعہ کا موضوع بنایا ہے کہ آج وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے اور مالی قربانیوں کے تقاضے جو ہر لحاظ سے جماعت میں بڑھتے چلے جارہے ہیں وہ تقاضے کس طرح پورے ہو رہے ہیں اور کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کے اموال میں بھی غیر معمولی برکت عطا فرماتا چلا جارہا ہے۔ یہ مضمون ہے جو کچھ میں اس آیت کے حوالے سے بیان کروں گا اور کچھ وقف جدید کے جو اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس سے بھی مضمون از خود کھل جائے گا۔ میں اس آیت کریمہ کے تعلق میں وقف جدید کے اعداد و شمار تو شروع میں پیش کروں گا لیکن اس آیت کریمہ میں اور اس کے علاوہ بہت سی خوشخبریاں جو اس نئے سال سے ہمارے لئے وابستہ ہو چکی ہیں ان کا ذکر میں بعد میں کروں گا ورنہ پھر عموماً وقف جدید یا تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان کے وقت ان کے کوائف پیش کرنے کا وقت نہیں رہتا اور چونکہ یہ خاص اُن کا دن ہے اس لئے ضروری ہے کہ تفصیل کے ساتھ ان کے کوائف کا ذکر کروں اور بعد میں انشاء اللہ یہ جو عمومی مضمون ہیں اور خوش خبریوں کے غیر معمولی مضامین ہیں ان پر میں روشنی ڈالوں گا۔

تو سب سے پہلے تو تمام دنیا کی جماعتوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور نیا سال مبارک ہو۔ اور جب میں نیا سال مبارک کہتا ہوں تو سب بنی نوع انسان کے لئے ہی مبارک ہو اگرچہ بظاہر اس کے مبارک ہونے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے، لیکن جماعت احمدیہ کے لئے تو بہر صورت مبارک ہے اور یہ برکتیں بڑھتی جارہی ہیں اور بڑھتی چلی جائیں گی اور انشاء اللہ اگلی صدی تک پھیل جائیں گی۔ یہ تفصیلی ذکر میں انشاء اللہ بعد میں کروں گا، اب پہلے رپورٹ ہے۔

وقف جدید کی پچھتر ممالک کی رپورٹوں کے مطابق کل وصولی دس لاکھ ۴۳ ہزار پاؤنڈ ہوئی ہے۔ اب یہ جو وصولی ہے اس میں گزشتہ سال سے یعنی سر دست جو اس وقت صورت حال ہے انچاس (۴۹) ہزار پاؤنڈ کی کمی نظر آرہی ہے۔ حالانکہ آج تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی سال کو مالی آمد کے لحاظ سے پیچھے کر دیا ہو۔ تو یہ میں صرف آپ کو ذرا اڈرانے کے لئے بتا رہا ہوں کہ انچاس ہزار پاؤنڈ کی کمی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے دوسرے رستوں سے مجھے اتنی رقوم مہیا کر دیں اور میرے تابع مرضی کر دیں کہ جن کے نتیجے میں وقف جدید میں جب میں نے ان کو ڈالا تو کمی کی بجائے ہزارہا پاؤنڈ کا، بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اور سال کے آخر پر اب ہم یقینی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سال اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کو بھی پیچھے نہیں رہنے دیا بلکہ قدم بہت آگے بڑھا دیا ہے۔ پیچھے رہنا جو بظاہر نظر آرہا ہے اس کی اب وجہ بتاتا ہوں آپ کو۔ اس پیچھے رہنے کی وجہ میں بھی ایک بہت بڑی برکت ہے۔ اور اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جو ہم نیا مالی نظام جاری کر رہے ہیں وہ مالی نظام کتنا خوش آئند ہے اور انشاء اللہ اس کی برکتیں آگے کس طرح پھیلیں گی اور پھیلتی چلی جائیں گی۔

جو کمی نظر آئی ہے یہ اصل میں امریکہ کے وقف جدید کی آمد میں کمی آئی ہے اور وہ کمی میری ہدایت کی اطاعت کرنے کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ اور یہ بھی ایک بڑی شان ہے امریکہ کی جماعت کی کہ جو کہا جائے اسی طرح کرتے ہیں۔ بظاہر دنیا کے لحاظ سے ان کو وقف جدید کی آمد کے اعتبار سے بہت پیچھے قدم اٹھانا پڑا ہے لیکن دو باتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹنے دیا۔ ایک یہ کہ باوجود پچھلے سال سے بہت کم ہونے کے آج بھی ساری دنیا میں امریکہ کا وقف جدید کا چندہ سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان نمبر دو پہ ہی تھا دو پہ ہی رہا۔ امریکہ اس پہلو سے پیچھے نہیں ہٹا اور اللہ نے اس کو پیچھے نہیں ہٹنے دیا۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو کمی ہوئی ہے اس کی میں اب کہانی آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کیوں واقع ہوئی اور اس کے نتیجے میں ہمیں ضمنی فائدے کیا پہنچے ہیں۔ پہلے چند عمومی کوائف آپ کے سامنے رکھ دوں، پھر یہ ساری باتیں میں تفصیل سے کھولوں گا اور جوں جوں کھولوں گا آپ کا دل خوشی سے بھرتا چلا جائے گا کہ بظاہر ایک چیز بری دکھائی دے رہی تھی اُس کے دامن میں اللہ تعالیٰ نے کتنی خیر کے سامان پیدا کر دئے۔

جہاں تک موازنے کا تعلق ہے پہلے میں یہ اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھ دوں۔ رکھنے تو پڑتے ہیں بہر حال، مگر بہت سے لوگ اعداد و شمار سے مناسبت نہیں رکھتے اس لئے کچھ ان میں اکسانیت سی پیدا ہو جاتی ہے، وہ بور ہونے لگتے ہیں اعداد و شمار سے۔ اس لئے میں نے اب رفتہ رفتہ اعداد و شمار کا حصہ کم کر دیا ہے۔ صرف اسی پہلو سے بیان کر رہا ہوں جس سے عامۃ الناس کو بھی سمجھ آجائے کہ یہ اعداد و شمار ہمارے لئے بہت خوش کن ہیں۔

وقف جدید کی آمد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دس لاکھ ۴۳ ہزار پاؤنڈ ہوئی ہے اور یہ گزشتہ سال سے کم دکھائی دینے کے باوجود عملاً زیادہ ہے۔ جو نمایاں کمی نظر آرہی ہے وہ ایک لاکھ پندرہ ہزار پاؤنڈ کی وہ کمی ہے جو امریکہ کی آمد میں ہوئی ہے۔ ایک لاکھ پندرہ ہزار پاؤنڈ کی کمی ہونی چاہئے تھی مگر ہوئی صرف انچاس ہزار ہے۔ یہ خوش کن پہلو ہے کہ کمی جو زیادہ ہونی چاہئے تھی اس کو خدا نے کم کر دیا اور پھر اس کو پورا کرنے کے لئے دوسرے سامان پیدا کر دئے۔ باقی سب جماعتوں کو اپنی گزشتہ آمد کے مقابل پر ہر پہلو سے اس سال زیادہ آمد پیش کرنے کی توفیق ملی ہے۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز حال پاکستان کا ہے وہاں آپ کو پتہ ہے کہ آج کل روپے سے کیا کھیل کھیلے جارہے ہیں اور Jugglery ہو رہی ہے ایک قسم کی، جیسے ایک کرتب دکھانے والا کرتب دکھاتا ہے اس طرح یہ روپوں کے کارڈ جیب میں ڈالتے اور کچھ کا کچھ نکال کے دکھاتے جاتے ہیں اور نتیجۃً روپے کی قیمت دن بدن گرتی چلی جارہی ہے۔ اس خیال سے مجھے خطرہ تھا کہ پاکستان کی مجموعی وقف جدید کی آمد میں کمی نہ واقع ہو جائے کیونکہ ہم نے اب روپوں میں حساب رکھنے کی بجائے پاؤنڈوں میں حساب رکھنا شروع کیا ہوا ہے۔ مگر خوشی کی خبر یہ ہے کہ جماعت پاکستان پچھلے سال کے مقابل پر کئی ہزار پاؤنڈ اس دفعہ زیادہ دینے کی توفیق پا چکی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس لحاظ سے ان کو شرمندہ نہیں ہونے دیا۔

ایک اور پہلو جو اضافے کا ہے وہ بہت ہی خوشکن ہے اور اس کی طرف میں بارہا توجہ دلا چکا ہوں۔

چندے میں اضافہ اپنی ذات میں خوشکن ضرور ہے مگر چندہ دینے والوں میں جو اضافہ ہے وہ بہت زیادہ خوشکن ہے۔ اس کا مطلب ہے زیادہ سے زیادہ اللہ کے بندے خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر تیار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ یہ اضافہ جو ہے اس سال بہت نمایاں ہے۔ سال ۱۹۹۷ء میں وقف جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد دو لاکھ بائیس ہزار چھ سو تھی۔ سال ۹۸ء میں وقف جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد دو لاکھ تہتر ہزار تین سو ہے اس طرح صرف چندہ دہندگان میں اضافہ پچاس ہزار سے زائد ہے۔ اب اندازہ کریں کہ کس طرح خدا تعالیٰ جماعت کو ہر پہلو سے برکت پر برکت عطا فرماتا چلا جارہا ہے اور یہ چیز وہ ہے جو میں سمجھتا ہوں چندوں کے اعداد و شمار کے بڑھنے کے مقابل پر بہت زیادہ خوشکن ہے۔ پچاس ہزار ایسے احمدی جو پہلے خدا کی راہ میں مالی قربانی کا لطف نہیں اٹھایا کرتے تھے وہ اب وقف جدید میں شامل ہو کر لطف اٹھا رہے ہیں اور پھر آگے اپنے بچوں کو بھی اس کا عادی کر رہے ہیں۔ جو پاکستان کا اضافہ ہے وہ میں آپ

سامنے رکھ دیتا ہوں۔ امسال روپے کی قیمت گرنے کے باوجود پاکستان کی جماعتوں کو گزشتہ سال کے مقابل پر انیس ہزار پاؤنڈز سے زیادہ دینے کی توفیق ملی ہے۔

انگلستان کی جماعت نے تو اس دفعہ کمال کر دکھایا ہے پچاس ہزار پاؤنڈ گزشتہ سال انہوں نے پیش کئے تھے اس سال ایک لاکھ پاؤنڈ پیش کر رہے ہیں یعنی دگنا کر دیا ہے۔ اگرچہ Table میں جوان کی پوزیشن ہے اس کو نہیں بدل سکے لیکن قربانی بڑھانے کے لحاظ سے بہت نمایاں کام کیا ہے۔ اس کے علاوہ انگلستان کی جماعت نے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جو آگے وقف جدید ہی کے کام آنے والا ہے۔ انہوں نے اس دفعہ جماعت کے لئے بہتر ہزار (۷۲۰۰۰) پاؤنڈ کی رقم پیش کی ہے کہ افریقہ کے ممالک میں وقف جدید سے جو ہم خرچ کیا کرتے تھے اس کا بوجھ، اس طرح اس کا بہت کم ہو جائے گا۔ اور غریب ممالک میں آئندہ بہت خرچ پڑنے والے ہیں، عید آنے والی ہے، اس کے پیش نظر ہمارا دستور ہے کہ بکثرت غریب ممالک میں خرچ کرتے ہیں تا کہ وہ عید کی اچھی تیاری کر سکیں تو اس میں بھی جماعت انگلستان کا بہتر ہزار پاؤنڈ داخل ہے۔

اس کے علاوہ مجھے کل ہی امیر صاحب کی ایک چٹھی ملی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ میں نے جو یہ ایک خطبے میں بتایا تھا کہ عیسائی ممالک کرسمس منانے کے تعلق میں غریب عیسائی بچوں کے لئے دنیا بھر میں کرسمس کے تحفے بناتے ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ جماعت انگلستان نے بھی یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسی سال ابھی سے ہم اس تحریک میں بھی کسی دوسرے سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ چنانچہ انہوں نے پیکٹ بنانے شروع کر دئے ہیں اور اس کے علاوہ کچھ نقد رقم بھی ساتھ رکھی جائے گی۔ اس طریق پہ دنیا بھر کے غریب مسلمان ممالک میں جماعت انگلستان کی طرف سے یہ تحفہ پیکٹس کی صورت میں تقسیم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو یہ بہت بڑی خوشخبریاں ہیں جو اس سال میں چھپی ہوئی تھیں، ظاہر نہیں تھیں، میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ قدم کسی پہلو سے بھی پیچھے نہیں ہے۔ **ہر پہلو سے خدا کے فضل سے قدم آگے بڑھ رہا ہے۔**

اب امریکہ کی کمی کی سرگزشت سناتا ہوں۔ امریکہ میں وقف جدید کے چندے میں بہت پیش قدمی ہوتی رہی یہاں تک کہ نو لاکھ تک پہنچا دیا انہوں نے۔ اور جب میں نے دیکھا تو مجھے ایک چیز یہ بھی محسوس ہوئی کہ اس میں سے چند بہت زیادہ امیر آدمیوں کا حصہ بہت زیادہ ہے اور امریکن عامۃ الناس یعنی عام احمدی جو ہے ان کا حصہ اس میں کم ہے۔ اور بھی بعض وجوہات تھیں جس کی وجہ سے میں نے ان سے کہا کہ اب بس ذرا ٹھہر کے چلیں، عام چندے بڑھانے کی کوشش کریں۔ عمومی طور پر چندہ عام جب بڑھتا ہے تو اس کو ہم جس مد میں چاہیں ڈال دیں۔ وقف جدید میں ضرورت ہو اُدھر منتقل کر دیں، کسی اور طرف ضرورت ہو تو اُدھر منتقل کر دیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو بہت بڑی گنجائش ہے اپنی ضرورتیں پوری کرنے کی، اسی میں سے ہم ایم ٹی اے کے لئے بھی خرچ کر سکتے ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ وہ چندہ، لازمی چندہ جو ہے اس کو بڑھانے کی کوشش کریں اور اس کے مقابل پر اگر دوسرا وقف جدید یا تحریک جدید کا چندہ کچھ متاثر ہو، کمی ہو تو بالکل پرواہ نہ کریں اللہ تعالیٰ اس کمی کو آئندہ پورا کر دے گا بلکہ اور بھی بڑھا دے گا۔ ایک دفعہ قدم مضبوط بنیادوں پر رکھیں پھر آگے یہ سلسلے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس ہدایت پر پوری طرح عمل کیا اور جو اس سلیٹی رنگ کے بادل کی سلور لائننگ ہے، انگریزی میں محاورہ ہے Gray Cloud کی سلور لائننگ بھی ہوا کرتی ہے، دیکھنے میں سلیٹی رنگ کا بادل ہے مگر کناروں پر سورج کی شعاعیں چمک رہی ہوتی ہیں تو امریکہ کا بعینہٖ یہی حال ہے اس گرے کلاؤڈ کے کناروں پر بہت خوبصورت روشنی کی ایک جھالر بچھ گئی ہے اور وہ کیا ہے؟ وہ میں آپ کے سامنے اب رکھنے لگا ہوں۔

نو لاکھ ڈالر کا جب مجموعی چندہ وقف جدید کا امریکہ کی طرف سے پیش کیا جا رہا تھا تو اس کا پچاسی فیصد صرف پندرہ آدمی دے رہے تھے۔ اب اندازہ کریں نو لاکھ ڈالر کا پچاسی فیصد صرف پندرہ آدمی دے رہے تھے۔ یہ خوشخبری بھی سمجھیں مگر اصل میں خوشخبری نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چند غیر معمولی طور پر مالدار آدمیوں نے بہت زیادہ قربانی کر دی اور جماعتیں تو عامۃ الناس کی قربانی سے آگے بڑھا کرتی ہیں۔ عامۃ الناس کی قربانی کے معیار کو بڑھانا لازم ہے۔ چنانچہ امیر صاحب امریکہ نے یہ دلچسپ خبر دی ہے موجودہ آمد میں عامۃ الناس کا چندہ پہلے جو پندرہ فیصد تھا اب نوّے فیصد ہو گیا ہے۔ اب دیکھیں کتنی غیر معمولی برکت ہے۔ کجا وہ دن کہ صرف پندرہ فیصد ساری جماعت دے رہی تھی اور چند آدمی پچاسی فیصد دے رہے تھے، اب چند آدمی دس فیصد دے رہے ہیں اور ساری جماعت اللہ کے فضل سے نوّے فیصد دے رہی ہے۔ یہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔ **الحمدللہ کہ اس سال ہمیں خدا نے یہ خوشخبری بھی دکھائی۔**

مجموعی وصولی کے لحاظ سے جو جماعتیں ہیں ان میں الحمدللہ کہ، امریکہ میں میری ہدایت پر انہوں نے چندے میں کمی کی قربانی کی تھی اس کے باوجود، اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں امریکہ کی جماعت کو ابھی بھی اوّل رکھا ہے۔ تین لاکھ دو ہزار پاؤنڈ انہوں نے چندہ وقف جدید میں ادا کیا ہے۔ **پاکستان اس کے مقابل پر بہت** مخالف حالات کے باوجود آگے بڑھنے کے باوجود پھر بھی امریکہ سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ دو لاکھ چھیاسٹھ ہزار چھ سو پونڈ پاکستان کا کل چندہ ہے۔ جرمنی حسب سابق تیسری پوزیشن کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے۔ ایک لاکھ اٹھہتر ہزار پانچ سو پاؤنڈ جرمنی کی جماعتوں نے ادا کیا ہے۔ برطانیہ نے ایک لاکھ پاؤنڈ ادا کر کے اگرچہ پہلے سال سے دگنا کیا ہے مگر ابھی اپنی چوتھی پوزیشن سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ تو آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے پھر۔ اور کینیڈا کو پانچویں پوزیشن بہت پسند ہے، وہ بیٹھا رہتا ہے اس کے اوپر اور اس دفعہ اڑتالیس ہزار چھ صد پاؤنڈ دے کر کینیڈا نے اپنی پانچویں پوزیشن کو برقرار رکھا ہے۔

علاوہ ازیں ہندوستان، سوئٹزرلینڈ، جاپان، ماریشس، ناروے، بنگلہ دیش اور برما کی جماعتیں بھی قابل ذکر ہیں۔ خصوصاً برما نے بہت زیادہ پہلے سے قربانی کی ہے اور بہت نمایاں فرق ڈال دیا ہے اپنے چندوں میں۔ مگر یہ ساری جماعتیں ہر لحاظ سے خوشخبری کی بھی مستحق ہیں اور مبارکباد کی مستحق ہیں۔ خوشخبری تو یہ دے رہی ہیں، ہم ان کو مبارکباد دیتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ آئندہ بھی ان کو ہمیشہ نیکیوں میں آگے بڑھاتا چلا جائے۔

اب چندہ بالغان پاکستان۔ اول کراچی ہے، دوم ربوہ اور سوم لاہور۔ یعنی بڑی عمر کے احمدی جو چندہ دیا کرتے ہیں ان کو چندہ بالغان کہا جاتا ہے اور اطفال جو چندہ دیتے ہیں اسے چندہ اطفال کہتے ہیں۔ اس کے مختلف دفاتر ہیں اس کی تفصیل میں میں آپ کا سر نہ کھپاؤں گا کیونکہ دفاتر کو سمجھنا، ایک دو تین چار، یہ عامۃ الناس کے لئے مشکل ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ چندہ بالغان، چندہ اطفال۔ چندہ بالغان میں جو پاکستان کے اضلاع کی پوزیشن ہے شہروں میں تو کراچی اول، ربوہ دوم، لاہور سوم۔ اور اضلاع کے لحاظ سے راولپنڈی، اسلام آباد، سیالکوٹ، فیصل آباد، شیخوپورہ، بہاولنگر، گوجرانوالہ، عمرکوٹ، گجرات اور کوئٹہ یہ اسی ترتیب سے ہیں۔ چندہ دفتر اطفال میں جماعتوں کی پوزیشن یہ ہے۔ اول ربوہ۔ اس میں جماعت ربوہ نے کراچی کو پیچھے کر دیا ہے۔ دوم کراچی اور سوم لاہور۔

چندہ دفتر اطفال میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ اول گوجرانوالہ، پھر سیالکوٹ، پھر راولپنڈی، پھر شیخوپورہ، پھر فیصل آباد، پھر اسلام آباد، پھر بہاولنگر، پھر سرگودھا، پھر عمرکوٹ، پھر ملتان۔ اس میں جو پوزیشنوں کا ذکر کیا جا رہا ہے اس میں ایک بات یاد رکھ لیں کہ یہ پوزیشنیں عملاً مالی قربانی کی تفصیل نہیں بیان کرتیں کیونکہ بعض ان میں سے ضلع بہت چھوٹے ہیں اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے انہیں دوسرے بڑے اضلاع پر یہ برتری کام کے لحاظ سے حاصل ہے کہ وہ بہت زیادہ محنت کریں تب جا کر معیار اونچا ہوتا ہے۔ اور چند آدمیوں تک پہنچ کر معیار کو اونچا کرنا نسبتاً آسان ہے۔ مگر بہرحال ایک پوزیشن انہوں نے حاصل کی تھی جس کا ذکر ضروری تھا۔

اب میں چند احادیث نبوی جو مالی قربانی سے تعلق رکھنے والی ہیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

بخاری کتاب الزکوٰۃ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے پاک کمائی میں سے ایک کھجور بھی اللہ کی راہ میں دی اور اللہ پاک چیز ہی کو قبول فرمایا کرتا ہے یقیناً اللہ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا۔ اب دائیں ہاتھ سے کسی چیز کو لینا یا دینا جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت خوشی اور دلی طمانیت کے ساتھ ایک چیز کو آپ کریں تو دلیاں ہاتھ بڑھا کر چیز کو وصول کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے جب ہاتھ کی بات ہوتی ہے تو یہ ہرگز ہاتھ مراد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رجحان، اس کا جذبہ ہے اور جب جذبہ کہتے ہیں تو پھر بھی عام جذبہ انسانی مراد نہیں تو یہ تمہیدیں مجبوراً کرنی پڑتی ہیں کہ اللہ اور انسانی صفات میں بہت فرق ہے لیکن باتیں ہم انسانی صفات کے حوالے سے ہی کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پیاری پیاری باتیں انسانی صفات کے حوالے سے کہی ہیں تا کہ انسان ان کو سمجھ بھی تو سکیں ورنہ اللہ کی صفات کی تفصیلات بیان کرتے تو کوئی بھی نہ سمجھ سکتا۔ اس تمہید کے ساتھ اب پھر دوبارہ سن لیجئے۔ آنحضور فرماتے ہیں کہ جو ایک کھجور بھی اللہ کے حضور پیش کرے اللہ اسے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر اسے اس کے دینے والے کے لئے بڑھا دیتا ہے جیسا کہ تم میں سے ایک اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے، اسے بڑا کرتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کھجور کو جو بالکل معمولی ہوتی ہے اس کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے اور اس طرح بڑھاتا ہے جیسے چھوٹا سا بچھڑا انہیں ملے اور تم اس کی پرورش کرو، اسے بڑھالو۔ مگر وہ تو ایک حد تک ہی بڑھ سکتا ہے۔ ایک مضبوط توانا بیل بن جائے گا اس سے زیادہ تو نہیں ہو سکتا۔ مگر جب اللہ پرورش پر آتا ہے تو فرمایا کہ یہاں تک کہ وہ کھجور پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا یقبل اللہ صدقۃ من غلول.........) یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کی نسبت کے لئے کیسی پیاری حدیث ہے۔ انسانی عطا کے مقابل پر اللہ کی عطا کو دیکھنا ہو تو یہ مضمون ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور اس پہلو سے سب چندہ دہندگان کو جو بڑھے ہیں خواہ انہوں نے چند روپے ہی وقف جدید میں پیش کئے ہیں بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ ان کے اموال میں بھی برکت ڈالے گا اور روحانی جزا میں تو لامتناہی برکتیں ہیں۔

ایک حدیث قدسی ہے، صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو دل کھول کر خرچ کر۔ حدیث قدسی سے مراد وہ کلام ہے جو رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست سنایا اور قرآن کریم کے علاوہ بھی مسلسل آپ پر وحی ہوا کرتی تھی۔ وحی قرآن الگ چیز ہے اور وحی کا مسلسل جاری رہنا ایک الگ مضمون ہے۔ تو ایسی وحی جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں اس کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔ تو حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم تو دل کھول کر خرچ کر جس کے نتیجے میں اللہ بھی تجھ پر خرچ کرے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ) اب وہ کتنا خرچ کرے گا، نسبت کی بات ہے۔ آدم جتنا بھی چاہے دل کھول کر خرچ کرے اللہ کو ہرا نہیں سکتا اس لئے جب وہ دل کھول کے خرچ کرے گا تو اسی محاورے کے لحاظ سے اللہ بھی پھر دل کھول کر خرچ کرے گا اور مجبور تو بہر حال بڑھے گی۔ اگر دل کھول کر دیا ہے تو وہ اندازہ کریں کہ کیا کچھ بڑھ جائے گا۔ اور ہمارا تجربہ ہے کہ یہ بڑھنا صرف آخرت سے مقدر نہیں ہے اس دنیا میں بھی بڑھتا ہے کیونکہ اس دنیا میں بڑھنے کے نتیجے میں مومنوں کا آخرت پر ایمان بڑھتا ہے۔ ان کو کامل یقین ہوتا ہے کہ جس نے دنیا میں وعدہ پورا کر دیا ہے وہ آخرت میں کیوں وعدہ نہیں پورا کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: " **جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتاہے وہ سلسلے کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو ایک روپیہ ماہوار دے سکتاہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے**"۔ یہ نصیحت کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے"۔ اور جیسا کہ یہ بات اُس وقت جماعت احمدیہ پر سب سے زیادہ اطلاق پاتی تھی آج بھی اسی طرح یہ مضمون جماعت احمدیہ پر اطلاق پاتا ہے کہ محض اللہ کی خاطر خرچ کرنے والی اور جماعت ہے کونسی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: **"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا"**۔

اب بظاہر لگتا ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے وقت ساتھ وقت اٹھ جائے گا، یہ مراد نہیں ہے۔ یہ تسلسل جاری ہے۔ اگر ایک دفعہ یہ اٹھ گیا پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا، اس کو اٹھنے دینا ہی نہیں۔ اپنی جانوں کے ساتھ، اپنی دلی تمناؤں کے ساتھ، اپنی دعاؤں کے ساتھ اس طرح لٹک جائیں اس کے ساتھ کہ یہ وقت آپ سے کبھی بھی نہ اٹھے اور جب آپ سے نہیں اٹھے گا تو دنیا سے اس وقت کی برکتیں بھی پھر کبھی نہیں اٹھیں گی۔

چنانچہ فرماتے ہیں: "چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگادے اور بہر حال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلے میں داخل ہوئے ہیں"۔ (کشتئ نوح)۔

یہ آغاز کی باتیں تھیں جب زکوٰۃ کے متعلق لوگوں کو پتہ نہیں تھا کہاں خرچ کریں۔ زکوٰۃ خرچ کرنا دراصل بیت المال ہی کا کام ہوتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے سب سے اول زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے جو قرآنی حکم ہے اور یہ مضمون سمجھا رہے ہیں کہ زکوٰۃ کا خرچ کرنا مرکز کا کام ہوا کرتا ہے۔ اپنی جگہ زکوٰتیں ادا نہ کرتے پھرو، بیت المال کو زکوٰۃ بھیجو اور اس کے بعد دوسرے جتنے بھی چندے ہیں صدقہ، خیرات، چندہ عام، چندہ خاص، وقف جدید وغیرہ ان سب میں روپیہ بچانے کی کوشش کرو۔ یعنی اپنے فضول خرچوں میں کمی کر دو تاکہ جتنا بھی فضول خرچوں سے بچت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ اس میں سے پوری کر دے۔

یہ جو فضول خرچی ہے اس کے متعلق میں ضمناً یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ رمضان کا مہینہ ہے، غریبوں کو کھانا کھلانے کے دن ہیں۔ کھانے میں بھی انسان بہت سی فضول خرچیاں کرتا ہے اور سب سے زیادہ فضول خرچی وہ نہیں کہ اچھا کھانا کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اچھے کھانے اپنے بندوں ہی کی خاطر پیدا کئے ہیں۔ فضول خرچی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اچھا کھانا ہو یا برا کھانا ہو، بچا ہوا چھوڑ دے اور وہ ڈسٹ بن (Dust Bin) میں چلا جائے۔ خصوصاً امریکہ اور انگلستان اور مغربی ممالک میں جتنے بھی امیر ممالک ہیں ان میں یہ عادت ہے۔ اور ان کے بچوں میں بھی یہ عادت ہے۔ میرا تو گھر میں ہر وقت یہ کام رہتا ہے کہ سمیٹتا رہتا ہوں ان کی پلیٹیں اور بچا ہوا خود کھا جاؤں تاکہ ڈسٹ بن میں نہ پھینکنا پڑے۔ لیکن آج کل ڈائننگ پر بھی ہوں آخر کہاں تک کھا سکتا ہوں۔ پھر میں کچھ فریزر میں بچا لیتا ہوں۔ سارا بچا ہوا سمیٹ کر جہاں تک میری نظر پڑتی ہے اس کو فریزر میں بچاتا رہتا ہوں تاکہ یہ کھالوں اور اس طرح فضول خرچی نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فضول خرچی نہ کرنے کی نصیحت فرمائی ہے یہ بھی فضول خرچی ہے جو یاد رکھیں انگلستان کے بچوں کو بہت بیہودہ عادت ہے اس فضول خرچی کی۔ کھاتے ہیں جو پسند آیا، باقی چھوڑ کے پھینک دیا۔ جہاں تک پلیٹ میں کھانا ڈالنے کا تعلق ہے بچوں کو یہ نصیحت کرنی چاہئے اتنا ہی ڈالیں جتنا وہ ختم کر سکتے ہوں اور اس سے زیادہ نہ ڈالیں اور اگر زیادہ ڈال لیں تو پھر کھانا ہی پڑے گا، ختم کرنا ہوگا اس کو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ سنت تھی جتنا پلیٹ میں ڈالتے تھے اس پلیٹ کو خالی کر دیا کرتے تھے اور اسی کی نصیحت فرماتے تھے۔ تو اپنے سامنے کھانے کے برتنوں میں، پلیٹوں میں، اتنا ہی ڈالیں جو ضرورت ہے اور پھر ضائع نہ کریں۔ ضیاع کو اگر آپ ختم کر دیں اور یہ نیا نظام انگلستان میں لوگوں کو سکھا دیں تو انگلستان میں جو فضول خرچی ہوتی ہے، وہ جو بچت ہوگی اس سے بہت سے غریب ممالک کے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ یہ نہیں آپ لوگ سوچ سکتے۔ اور انگلستان میں جو گندے پانی کی مصیبت ہے یہ بھی اسی فضول خرچی کی عادت کی وجہ سے ہے۔ اب میں اپنے گھر کی بات بتا رہا ہوں، غسل خانے کی بات مگر اتنی بتاؤں گا جو آپ کی بھلائی کے لئے بتانی ضروری ہے۔ میں کبھی بھی شاور (Shower) کھول کر غافل نہیں ہوتا کہ چلتی رہے اب بے شک اور پھر نہاؤں اور جب تک میں فارغ نہ ہو جاؤں شاور کھلی رہے۔ ہر دفعہ جب شاور کو بدن پر استعمال کرتا ہوں ضرور بند کرتا ہوں پھر، اور بند کرنے کے بعد بدن کو تیار کیا نہانے کے لئے جو بھی ضرورتیں ہیں وہ پوری کیں پھر شاور کے سامنے آگئے۔ اور اگر گرم پانی میں خرابی کے خطرے کے پیش نظر شاور کھلی رکھی جائے تو شاور سے پہلے پہلے میں ساری تیاری کر لیتا ہوں تاکہ جب شاور شروع ہو جائے تو پھر مسلسل اس کا جائز اور صحیح استعمال ہو۔ جتنا پانی میں بچاتا ہوں انگلستان کا اگر سارے انگلستان والے بچانا شروع کر دیں تو پانی کی مصیبت ہی حل ہو جائے۔

اب یہ جو گندہ پانی پلاتے ہیں آپ کو، وہ بدروؤں سے نکال نکال کر صفا کرتے ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا اس میں دوائیاں ڈالتے ہیں، اللہ ہی رحم کرے۔ میں نے تو جب سے اس نظام کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں یہ پانی پینا ہی چھوڑ دیا ہے۔ وہ بوتلیں ہمارے گھر میں استعمال ہوتی ہیں خرچ تھوڑا سا زیادہ ہے مگر یہ تو پتہ ہے جو اللہ نے پاک رزق دیا تھا وہی ہے یہ، انسان کا گند ملا ہوا رزق نہیں ہے۔ تو آسان ترکیب ہے۔ اس کو اپنے گرد و پیش میں عام کریں یہ بھی تو صدقہ ہے رمضان کا۔ رمضان کے صدقے میں اس کو داخل کریں۔ **سارے امیر ممالک میں احمدی یہ جھنڈا اٹھالیں کہ ویسٹ (Waste) نہ کرو،** ویسٹ (Waste) نہ کرو، اور یہ ویسٹ (Waste) جو ہے، ضیاع، یہ امریکہ میں اتنا زیادہ ہے کہ تمام دنیا کے غریب ممالک امریکہ کا ضیاع بچانے کے نتیجے میں پل سکتے ہیں۔

خوراک کی کمی انسان کا بنایا ہوا مسئلہ ہے، اللہ کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ انسان کی خساستیں ایک طرف اور اس کی فضول خرچیاں دوسری طرف۔ ان دونوں کے درمیان یہ خوراک کے مسائل ہیں۔ جہاں دل کھول کر خوراک غریبوں کو دینی چاہئے وہاں ہاتھ روک لیتے ہیں۔ جہاں اپنے اوپر بچت سے خرچ کرنی چاہئے وہاں ہاتھ کھول دیتے ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان میں بنی نوع انسان مارے جا رہے ہیں۔ تمام بنی نوع انسان کے بھوکے ان مصیبتوں کا شکار ہیں۔ **تو ہمیں ہر رمضان میں ایک مہم چلانی چاہئے جو نیکی اور خیرات کو عام کرنے کی مہم ہو۔** اس رمضان مبارک میں یہ مہم بھی چلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا فیض پہنچائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یہی وقت خدمت گزاری کا وقت ہے اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا۔ **خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا جو اپنے عزیز مال کو اس کی راہ میں خرچ کرے گا**"۔ (اشتہار تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۵)

اب بخل کی جہاں تک بات ہے غریبوں پر یا دوسروں پر بخل کرنا خواہ نیک لفظوں کے ذریعے نصیحت کا بخل ہو یا خرچ کرنے کا بخل ہو، بخل کی بہت سی مختلف شکلیں ہیں ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے"۔ اب دیکھیں یہ بات عجیب سی ہے بظاہر۔ فرمایا بخل اور ایمان اکٹھا نہیں ہو سکتا ایک دل میں اور ایک آدمی کے پاس تھوڑا سا مال ہے وہ بخل کرے گا نا اس کے نتیجے میں۔ فرمایا جو صندوق میں بند ہے تمہارا مال وہ تو بہت تھوڑا ہے مگر تم بخل کیوں کرتے ہو کہ اللہ کے خزائن تمہارے خزائن ہیں۔ اللہ کے خزائن ختم نہیں ہو سکتے اور جب تم یہ یقین رکھتے ہوئے خرچ کرو گے کہ اللہ کے خزائن ختم نہیں ہو سکتے تو اللہ تمہارے خزائن کو ختم نہیں ہونے دے گا۔ یہ بہت عارفانہ کلام ہے اس کو غور سے سمجھیں تو زندگیاں سنور سکتی ہیں۔ "اور امساک اس سے دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اور یقین سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لئے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے **بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے کہ میں نے کچھ کیا ہے**"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۹۸)۔ تو ان امور کے تمام

☎ 543105
STAR
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

پہلوؤں کو پیش نظر رکھیں۔

اب یہ حصہ میں چھوڑ رہا ہوں یہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ ضرورتیں کیوں پڑتی ہیں الٰہی جماعتوں کو، انبیاء کو جن کے سپرد سب سے زیادہ کام ہو ان کو سب سے زیادہ ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ یہ بہت گہرا اور لمبا تفصیلی مضمون ہے۔ ضرورتیں تو پیش آتی ہیں، غریب بھی ہوتے ہیں مگر ان کی ضرورتیں پوری کرنے والا ہر وقت ان کی ضرورتیں پوری کرتا چلا جاتا ہے۔ اور چندوں کے ذریعہ جو بظاہر ابتلاء ہے غریبوں کے لئے بھی اور امیروں کے لئے بھی ان کے اموال میں بھی برکت ڈالتا ہے اور جماعت کے اموال میں بھی برکت ڈالتا ہے۔ اور جب اللہ کی راہ میں وہ بظاہر اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو اس سے پھر جماعت کے اخراجات میں بھی بہت برکت پڑتی ہے۔ یہ لمبا، تفصیلی، ایک دوسرے سے متعلق مضمون ہے جو کئی جگہ میں ظاہر کر چکا ہوں اس لئے میں اس کو اب یہاں نہیں کھولتا کیونکہ آگے ایک بہت ہی ضروری بات بھی کرنے والی ہے۔ جواب اس سال نو کی ایک عظیم خوشخبری کے طور پر میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک بات یاد رکھیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کئی سال متواتر ہوتا رہا اور ہر سال ایک نئی شان سے پورا ہوا ہے اور آج کی جو صدی گزر گئی ہے اس کو ان سالوں کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ سو سال پہلے جو ۱۸۹۷ء میں الہام ہوا تھا ۱۹۹۷ء میں اس نے جماعت کی تبلیغ کو پھیلانے کے نئے انتظام کر دیئے۔ ۱۸۹۸ء میں جو الہام ہوا تھا اس نے بھی نئے سامان پیدا کئے ہیں اور انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے ان کو دیکھ کر کہ ہماری طاقت، ہمارے اختیار میں تھا ہی نہیں کہ وہ سامان پیدا کر سکتے۔ الہام کی طرف ذہن کا منتقل ہونا لازم ہے۔ انسان کو سوچنا چاہئے کہ یہ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو خدا نے وعدے کئے تھے ان کو پورا کرنے کے لئے جو سامان آج میا ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہی وعدوں کے ایفاء کا ایک اظہار ہے جس کو پیش نظر رکھ کر ہمیں ممنون احسان ہونا چاہئے۔**

اب دیکھیں جہاں تک سیٹلائٹس کے ذریعے دنیا کو تبلیغ اسلام، تبلیغ احمدیت پہنچانے کا تعلق ہے یہ سلسلہ پھیلتا جا رہا تھا۔ اس سال کیا واقعہ ہوا ہے یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ اسی سال بڑی شدت سے یہ الہام ہوا تھا۔ لکھا ہے حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمٰن کو اللہ کریم نے وعدہ دیا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ (الحکم جلد ۲۔ اگست ۱۸۹۸ء)۔ اب جلسہ سالانہ کے بعد جو ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ سامنے آیا تھا یہ تھا کہ اگرچہ ہم مجبوراً انٹرنیٹ وغیرہ کو استعمال کر کے کسی حد تک دنیا بھر کی جماعتوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں مگر عملاً جاپان، انڈونیشیا کے بہت سے حصے، ملائشیا اور فجی آئی لینڈ اور نیوزی لینڈ یہ سارے ایم ٹی اے کی نشریات سے براہ راست استفادہ نہیں کر سکتے۔ اب یہ پریشانی تھی جس کے متعلق مختلف جائزے لینے شروع کئے۔

تو عجیب بات ہے کہ اگست ہی میں مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوتا ہے اور اگست ہی میں ہم نے یہ کام شروع کر دیا جو بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ اب جو صورت حال نئی ابھری ہے یہ سال ختم ہونے سے پہلے ایسی کمپنیوں سے قطعی معاہدہ ہو چکا ہے، دو طرفہ دستخط ہو گئے ہیں، جتنے روپے کی ضرورت تھی وہ اللہ نے ویسے ہی میا کر دیئے اس میں کوئی کمی نہیں۔ اور یہ معاہدہ ہوا ہے ایک کمپنی کے ساتھ کہ جو نیا سیٹلائٹ وہ فروری میں شروع کریں گے، انہوں نے کہا تو نہیں مگر کہنے کی طرز یہ تھی کہ اس سیٹلائٹ کی کامیابی کی دعا تم کرو اور وعدہ ہم پورا کریں گے۔ اس میں انہوں نے ایک پوری چینل ہمارے لئے وقف کر رکھی ہے۔ **اور اس چینل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جاپان، انڈونیشیا، ملائشیا اور جو** South Pacific **کے جزائر،** North Pacific **کے جزائر اتنا بڑا دائرہ ہے اس کا کہ سارے استفادہ کر سکیں گے اور براہ راست ایم ٹی اے کے پروگرام ان کو میسر آجائیں گے** جس کے لئے وہ اب تک ترس رہے تھے۔ **تو نئے سال کی اس خوشخبری میں اس کو بھی بہت اہمیت ہے**۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک کرے کہ یہ خوشخبریاں اللہ نے پہلے سے ہمارے لئے مقدر کر رکھی تھیں جن کو اب ظاہر فرما رہا ہے۔

اب ایک اور خوشخبری یہ ہے کہ ایم ٹی اے کا آغاز جو باقاعدہ ٹیلی ویژن کے ذریعے آغاز ہوا ہے، یہ جاری ہوا ہے ایم ٹی اے کا نظام، یہ سات جنوری ۱۹۹۴ء کو ہوا تھا۔ اس طرح MTA کے آغاز کو اس سال سات جنوری کو پانچ سال پورے ہو چکے ہونگے تو پانچ سال کا سنگ میل بھی ایک اہمیت رکھتا ہے۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔

اب جہاں تک اگلے سال اور آئندہ صدیوں کی خوشخبریوں کا تعلق ہے اس کے متعلق اب میں ۱۸۹۹ء کا ایک الہام آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ **۹۹ء کا سال جو اب طلوع ہوا ہے یہ بہت زیادہ برکتوں کا سال ہے اس کی کچھ برکتیں وہ ہیں جو ۹۸ء کے الہامات کے نتیجے میں اس سال کو حاصل ہوئی ہیں۔ اس سال نے ۹۸ء کا ورثہ پایا اور اب ۹۹ء میں یہ برکتیں پھیلیں گی۔** اور ۹۹ء میں جو خوشخبریاں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھیں وہ اتنی عظیم الشان ہیں، صرف یہ ذکر نہیں ہے کہ تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا، وہ تو کایا ہی پلٹ گئی ہے۔ وہ دیکھ کر تو دل بلیوں اچھلتا ہے کہ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے کس طرح نئی صدی میں داخل ہونے کے انتظام جماعت کے لئے کر رکھے ہیں اور پہلے ہی سے کیا فیصلے کئے ہوئے تھے۔

الہامات کی اب شوکت دیکھئے۔ الہام ۱۸۹۹ء "مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا"۔ مبشروں کا زوال نہیں ہوا کرتا باقی سارے زوال میں چلے جائیں۔ جماعت احمدیہ سے جو اس مبشر نے وعدے کئے تھے جس کو خدا نے وعدے دیئے، مسیح موعود علیہ السلام، یہ وہ ذکر ہے۔ فرمایا مبشروں کا زوال نہیں ہوا کرتا۔ یہ ناممکن ہے۔ اور اب کیا وقت ہے؟ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ حاشیہ میں فرمایا "ہمارا نام حکم عام بھی ہے"۔ حکم عام یعنی عام حکم بنایا گیا ہے، خدا تعالیٰ نے عام حکم بنا دیا ہے مسیح موعود علیہ السلام کو۔ حکم عدل جو پیشگوئیوں میں نام آیا تھا تو فرمایا حکم عام ایک نام ہے ہمارا اور انگریزی ترجمہ کیا جائے تو گورنر جنرل ہی ہوتا ہے۔ تو اس لئے جو الہام کے لفظ ہیں گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے، یہ اسی حکم عام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اسی وقت کی تعبیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی سمجھا تھا کہ اب میری پیشگوئیاں جو جلال والی پیشگوئیاں ہیں، جمال کی ایک نئی شان ابھرنے والی ہے ان کا وقت آگیا ہے یہ ۱۸۹۹ء کی پیشگوئی تھی اب ۱۹۹۹ء ہے اور وہ وقت آگیا ہے۔

آپ حیران ہونگے یہ موازنہ کر کے کہ **سو سال پہلے جس سال مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی الہام ہوا بعینہ اسی سال خدا تعالیٰ نے اس صدی میں ہمارے سامنے اس کے پورا ہونے کے عظیم الشان ذرائع میا فرما دئے اور عظیم الشان طریق پر اسے پورا کر دیا**۔ اب یہ کیا ہونے والا ہے اس کے متعلق میں ابھی تفصیل سے آپ کو نہیں بتا سکتا کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیا ہونے والا ہے لیکن اب وقت کھلے گا اور آپ کو بتاتا چلا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو ۹۹ء کے الہامات ہیں وہ انشاء اللہ اس سال جلسہ سالانہ پر آپ کے سامنے پورے رکھوں گا۔ کیا ہونے والا ہے، کی بہت سی تفصیل ہے ان الہامات پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گی اور جس طرح پہلے الہام لفظاً لفظاً پورے ہوتے رہے ہیں۔ انشاء اللہ ۱۸۹۹ء کے الہامات بھی لفظاً لفظاً پورے ہوں گے۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس الہام کی طرف توجہ اچانک کس طرح ہوئی حالانکہ یہ میرا طریق ہے کہ ہر سال کے الہامات اس سال کے آخر پر بیان کیا کرتا ہوں ۹۸ء کے الہامات کی بات تھی ۹۹ء کا کیسے ذکر شروع ہو گیا۔ اس کی طرف بھی توجہ پھیرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اپنے بندے کو ذریعہ بنا دیا اور وہ مسعود احمد دہلوی صاحب ہیں۔ مسعود دہلوی صاحب کو یہ سارا لکھنے کا موقعہ اس لئے پیش آیا کہ انہوں نے ۱۹۹۳ء میں ایک رؤیا دیکھی تھی جب MTA کا آغاز ہوا تھا اور نشریات پہلی شروع ہوئی تھیں۔ وہ کہتے ہیں اس وقت میں نے رؤیا دیکھی تھی اور مجھے وہم بھی نہیں تھا کہ اس تفصیل سے پوری ہو گی لیکن یہ الہام میری نظر سے گزرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو فوراً دل نے یہ تعلق جوڑ لیا اور اب میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ رؤیا کیا تھی۔ وہ رؤیا بہت مبشر ہے لیکن اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ الہام یعنی رؤیا کے

ارشاد نبوی

خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 بینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794, 27-0471

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان: 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather

Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.

19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

ذریعے احمدیوں کے دل پر بھی نازل ہو رہا ہے اور ان کو تیار کیا جا رہا ہے کہ ان خوشخبریوں کے پورا ہونے کے دن آگئے ہیں۔

میں اب ان کی تحریر آپ کے سامنے پڑھ کے سناتا ہوں۔ ’’مئی ۱۹۹۳ء میں دیکھا کہ مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے طلب فرمایا ہے‘‘۔ اب لفظ مسعود جو آپ کا نام ہے اس میں بھی مبارک خوشخبری ہے۔ یعنی صرف مسعود دہلوی صاحب کو کیوں طلب کیا گیا اور بھی بڑے مخلص بندے موجود تھے۔ لیکن یہ بھی بہت مخلص ہیں اس میں بھی سند ہو گئی لیکن نام مسعود میں ایک حکمت ہے کہ دَورِ سعید آنے والا ہے ، ایک ایسا دور آنے والا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے مسعود دَور قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں: ’’طلب فرمایا۔ میں خوشی خوشی ایک بہت کشادہ سڑک پر جا رہا ہوں‘‘۔ اب کشادہ سڑک بھی نمایاں طور پر ذہن نشین ہوئی ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی ترقی کے لئے سڑکیں کشادہ کر دی ہیں۔ یہ ضمناً بات کرتے ہیں مگر خواب میں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی ترقی کے لئے سڑکیں کشادہ کر دی ہیں یہ ضمناً بات کرتے ہیں مگر خواب میں جو باتیں ذہن میں نقش ہو جائیں وہ اہمیت رکھتی ہیں۔ ۱۹۹۳ء کی خواب میں ایک سڑک کی کشادگی ان کے ذہن پر نقش رہی ہے۔ ’’پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت عظیم الشان عمارت کے وسیع کمرے میں داخل ہوتا ہوں‘‘۔ یہ عمارت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے اور بہت عظیم الشان ہو چکی ہے اور ہوتی چلی جائے گی وہاں۔ ’’اس میں ایک بہت بڑی اور نہایت شاندار میز کے ساتھ ایک بہت شاہانہ کرسی پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سربراہ مملکت کی حیثیت سے رونق افروز ہیں‘‘۔ اب وہ گورنر جنرل کی پیشگوئی کو یاد رکھیں۔ یہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے ان دونوں باتوں کا آپس میں ایک تعلق واضح اور ٹھوس طور پر قائم ہو جاتا ہے۔ ’’میز پر حضور کے دائیں بائیں فائلیں اور کاغذات‘‘ دستخط کر رہے ہیں یہاں فیصلہ ہو رہا ہے، اس پر فیصلہ ہو رہا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا میں جو مسعود دہلوی صاحب نے دیکھا تھا آج کل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی غلامی میں میں بالکل یہی کرتا ہوں۔ میز میری فائلوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور ملاقاتیوں کے آنے سے پہلے کافی سیمٹنی پڑتی ہیں اِدھر اُدھر اور جب کوئی نہ ہو تو انبار لگے ہوتے ہیں فائلوں کے۔ کبھی دائیں طرف کے فیصلے ہو رہے ہیں کبھی بائیں طرف کے فیصلے ہو رہے ہیں۔ کبھی شمال کے، کبھی جنوب کے اور عموماً میں بعض فائلیں ایک طرف رکھتا جاتا ہوں بعض فائلیں دوسری طرف رکھتا جاتا ہوں۔ جو نسبتاً عام ہیں وہ ایک طرف اور جن کو خصوصیت سے دوبارہ دیکھنا ہے وہ میں الگ رکھتا ہوں تو اسی طرح کا ایک نظارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسعود دہلوی صاحب کو دکھایا گیا۔ ’’میں کمال درجہ ادب و احترام سے السلام علیکم عرض کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام وعلیکم السلام فرمانے کے بعد اپنے بائیں ہاتھ رکھے ہوئے کاغذات میں سے ایک فل سکیپ کاغذ اٹھاتے ہیں‘‘۔ یہ لفظ فل سکیپ اصل میں Fool's Cap ہے۔ اس سے بنا ہوا ہے۔ پرانے زمانے میں پاگلوں کی یہاں جو ہوتے ہیں مسخرے، بچے ان کے لئے ایک مسخری سی کیپ بنایا کرتے تھے کاغذ کی۔ وہ جتنے کاغذ میں بنتی تھی انہوں نے اسی کو فل سکیپ کہہ دیا ہے اور اب وہ سائز رائج ہی ہو گیا دنیا میں۔ تو وہ کاغذ جو اس سائز کا ہو جس کی یہ ٹوپیاں بنایا کرتے تھے اس کو آج کل فولز کیپ نہیں کہتے بلکہ فل سکیپ کہہ دیتے ہیں تو یہ ایک فل سکیپ کاغذ ہے جس پر آپ لکھ رہے ہیں۔ ایک ’’کاغذ اٹھاتے ہیں اور اسے کسی قدر بلند آواز سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو تمام تر بشارتوں پر مشتمل ہے‘‘۔ اب پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ یاد رکھیں اور مسعود دہلوی صاحب کو کیا دکھایا گیا تھا جو اتنے کاغذات ہیں ان کا ذکر تو چھوڑیں ایک کاغذ اٹھاتے ہیں جس پر بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو اب پوری ہونے والی ہیں۔ ’’حضور پھر مجھے واپس جانے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔ سلام عرض کرنے کے بعد الٹے قدموں دروازے تک واپس آتا ہوں اور اس بارے میں خاص احتیاط کرتا ہوں کہ میری پیٹھ حضورؑ کی طرف نہ ہو‘‘ (علیہ السلام) ’’کمرہ سے باہر آکر میں خوشی سے جھوم رہا ہوں کہ مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت بھی نصیب ہوئی اور حضور کی زبان مبارک سے بشارتیں سننے کی بھی سعادت میرے حصے میں آئی۔ آنکھ کھلنے پر مجھے وہ بشارتیں یاد نہ رہیں‘‘۔ وہ تو یاد رہ بھی نہیں سکتی تھیں۔ بے شمار بشارتیں ہیں جو پوری ہونے والی ہیں جب وقت آئے گا تو نظر آجائے گا۔

یہ لکھتے ہیں: ’’آنکھ کھلنے پر وہ بشارتیں یاد نہ رہیں۔ خدا نے چاہا تو ۱۸۹۹ء کے عربی الہام لَنَنْسِفَنَّ نَسفاً کو پورا ہوتا دیکھیں گے‘‘۔ یہ انہوں نے اپنی طرف سے ایک توجیہہ پیش کی ہے اس کا رؤیا کے ساتھ اس طرح تعلق نہیں۔ تو کہتے ہیں کس طرح اللہ دشمنوں کی خاک اڑا دے گا اور جماعت کو غیر معمولی ترقیات عطا فرمائے گا۔ اس مضمون کو ہم انشاء اللہ ۱۹۹۹ء میں دیکھیں گے۔ اور مجھے کامل یقین ہے، ایک ذرہ بھی اس بارے میں تردّد نہیں کہ دیکھیں گے اور ضرور دیکھیں گے۔ **اللہ جب فیصلہ کرے گا کہ جماعت کو خوشخبریاں ملیں تو کوئی دنیا کا ہاتھ نہیں جو ان خوشخبریوں کو روک سکے۔**

اس کے بعد پھر ایک دفعہ مبارکباد آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ **آپ کو اب پوری طرح علم ہو گیا ہے کہ نیا سال بہت خوشخبریوں والا چڑھا ہے۔** رمضان میں یکم جنوری کا آنا ویسے ہی مبارک ہے۔ اور یہ بھی عجیب شان ہے اللہ کی کہ اس سال ۹۹ء میں جو رمضان ہوگا آخر پہ وہ آخری رمضان ہے جس میں یکم جنوری ہوگی۔ اب یہ دیکھنے میں چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر بہت گہری ہیں، بہت گہرا تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ تو یہ رمضان ۹۹ء تک جب بھی آئے گا ہمارے لئے خوشخبریاں لے کے آئے گا۔ اللہ ایسا ہی کرے۔

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کی صدر ضیاء الحق سے ملاقات

کراچی کے ایک معروف قانون دان جناب سید ممتاز حسین شاہ صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ اپنے ایک مضمون بعنوان ’’ڈاکٹر عبدالسلام سوانح و کارنامے‘‘ میں ڈاکٹر صاحب کے حوالے سے ان کی جنرل ضیاء الحق صاحب سے ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’ڈاکٹر صاحب جنرل ضیاء الحق کے ساتھ اپنی ملاقات کا تذکرہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

’’جنرل ضیاء کی طرف سے مجھے ٹریسٹ میں کئی فون آئے کہ میں پاکستان جا کر ان سے ملوں لیکن میں ٹالتا رہا۔ بالآخر مجھے پاکستان جانا پڑ گیا۔ جنرل ضیاء کو اطلاع ہوئی تو ملاقات کے لئے مصر ہو گیا۔ چنانچہ میں ملاقات کے لئے پریذیڈنٹ ہاؤس گیا جہاں بعض اور سائنسدان بھی موجود تھے۔ جنرل صاحب نے باہر آکر میری کار کا دروازہ کھولا اور مجھ سے معانقہ کرنے کے بعد مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کے کمرہ میں لے گئے۔ جہاں اور سائنسدان بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو میں نے آرڈیننس کا ذکر کر کے اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ جنرل صاحب نے فوراً میرا ہاتھ پکڑا اور کہا آیئے دوسرے کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں اور مجھے دوسرے کمرے میں لے گئے۔ میرے ساتھ اس وقت کے سائنسی امور کے وزیر بھی کمرے میں چلے گئے۔ جنرل صاحب نے کہا بات یہ ہے کہ میرے پاس علماء کا ایک وفد آیا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ احمدی قرآن مجید میں تحریف کرتے ہیں اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جنرل صاحب کو کہا کہ قرآن کی حفاظت کا تو خود اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور قرآن کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اس لئے احمدی اس میں تحریف کیسے کر سکتے ہیں۔ اس پر جنرل صاحب اٹھ کر کتابوں کی الماری کی طرف گئے اور تفسیر صغیر اٹھا لائے اور کہا کہ علماء نے ان آیات کی نشاندہی کر دی ہے جہاں آپ نے تحریف سے کام لیا ہے اور ایک نشان زدہ صفحہ کھول کر میرے سامنے کر دیا۔ یہ آیت خاتم النبیین تھی۔ میں نے جنرل صاحب سے کہا کہ آیت تو مکمل طور پر درج ہے تحریف کہاں ہوئی ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ آپ نے آیت کے معنوں میں تحریف کی ہے اور بجائے نبیوں کو ختم کرنے والے کے ’’نبیوں کی مہر‘‘ ترجمہ کیا ہے اور یہ ناقابل برداشت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میں نے جنرل صاحب سے عرض کیا کہ ختم کا لفظ جو یہاں استعمال ہوا ہے وہ پنجابی زبان کا نہیں بلکہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی عربی میں مہر کے ہیں لیکن میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کیا آپ کے پاس اور کسی عالم کا ترجمہ شدہ قرآن بھی ہے۔ جنرل صاحب اٹھے اور علامہ اسد کا ترجمہ قرآن اٹھا لائے جو مکہ معظّمہ سے شائع ہوا تھا۔ میں نے قرآن مجید کو کھولا۔ آیت خاتم النبیین نکالی تو وہاں بھی ترجمہ Seal of Prophet لکھا تھا۔ جنرل صاحب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ علامہ اسد تو احمدی نہ تھے پھر ان کا ترجمہ سعودی حکومت کا شائع کردہ ہے۔ کیا انہیں بھی آپ تحریف کا مجرم قرار دیں گے؟

اس پر جنرل صاحب کہنے لگے بھئی میں تو ان پڑھ جنرل ہوں، جو علماء نے مجھے کہا میں نے اسے تسلیم کر لیا۔

میں نے عرض کیا جناب بات صرف جرنیلی کی نہیں، آپ اس ملک کے صدر بھی ہیں اور بحیثیت صدر مملکت پاکستان کی تمام رعایا کے حقوق کی حفاظت آپ کے فرائض میں شامل ہے۔ یہیں اسلام آباد میں جماعت احمدیہ کے مربی موجود ہیں۔ جماعت کے افراد موجود ہیں۔ آپ کو جو کچھ علماء نے بتایا تھا آپ کا فرض تھا کہ احمدی علماء کو بھی بلا کر تسلی کر لیتے اور پھر فیصلہ کرتے۔ اس پر جنرل صاحب نے زور سے کلمہ شہادت پڑھا اور مجھے بھی کلمہ شہادت پڑھنے کو کہا۔ میں نے کلمہ شہادت پڑھا تو فرمانے لگے۔ سلام! خدا کی قسم میں آپ کو اپنے سے بہتر مسلمان سمجھتا ہوں لیکن کیا کروں علماء سے میں مجبور ہو گیا تھا اور یہ کہہ کر بات کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔

مندرجہ بالا مثال سے یہ حقیقت بالکل کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ عبدالسلام قرآن پاک میں آیات کے مفاہیم و مطالب اور تفسیر و تشریح کا نہایت وسیع اور گہرا ادراک رکھتے تھے۔ نیز کلمہ حق کے اظہار میں کسی قسم کا پس و پیش نہیں کرتے تھے۔ خواہ ان کا مخاطب کوئی سربراہ مملکت ہی کیوں نہ ہو۔ (پندرہ روزہ ’’اپنا گھر‘‘ کراچی یکم فروری 98، صفحہ 14)

اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل افراد کو اخراج از نظام جماعت کی تعزیر دی ہے۔ احباب مطلع رہیں:

۱۔ مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھڑی جمشید پور ٹاٹا بہار

۲۔ مکرم خواجہ زبیر احمد صاحب قادیان

۳۔ مکرم نذیر احمد صاحب ناصر آبادی قادیان

(ناظر امور عامہ قادیان)

یادِ رفتگاں

میرے پیارے اباجان

صوفی خدا بخش زیروی واقف زندگی مرحوم

ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صدر مجلس انصار اللہ امریکہ

امسال جلسہ UK پر جانے سے چند روز قبل ٹیلیفون پر اباجان سے بات ہوئی۔ اس سے پہلے ہر ہفتہ دو ہفتہ بعد ٹیلیفون پر گفتگو ہوتی تھی اسطرح باتیں ہوئیں آواز ٹھیک تھی اور کسی قسم کی ایسی بات نہ ہوئی جس سے یہ احساس ہوتا کہ اباجان اس دنیا میں مزید صرف چند روز کے مہمان ہیں۔ ۲۹ جولائی کو میں امریکہ سے روانہ ہو کر ۳۰ جولائی بروز جمعرات صبح کے وقت UK جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے لنڈن پہنچا۔ اسی روز شام کے وقت چھوٹے بھائی بشارت الرحمٰن کے ہاں جس کے پاس میں ٹھہرا ہوا تھا ربوہ سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی کہ اباجان کی طبیعت کچھ خراب ہے اسلئے فضل عمر ہسپتال میں داخل کرادیا ہے۔ یہ سن کر بھی ایسا احساس نہ ہوا کہ اباجان کی زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ گذشتہ ایک دو سال پہلے بھی ہسپتال میں داخل ہوئے اور چند روز میں ٹھیک ہو کر گھر آگئے تھے چند گھنٹوں کے بعد اباجان سے بات کرنے کے لئے جب فضل عمر ہسپتال ٹیلیفون کیا تو حبیب الرحمٰن سے بات ہوئی اور معلوم ہوا کہ اچانک طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی سانس اکھڑ گیا ہے۔ دوبارہ سانس جاری کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور ابھی ٹیلیفون پر گفتگو جاری تھی کہ اطلاع مل گئی کہ اباجان کی وفات ہو گئی ہے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون

وفات کی خبر سنتے ہی اباجان کی ساری زندگی کے گذرے ہوئے واقعات آنکھوں کے سامنے ایک فلم کی طرح گذرنے لگے۔ گذشتہ کئی سالوں سے تقریباً ہر سال باقاعدگی سے UK جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے لنڈن آرہے تھے اور ان سے لنڈن میں ملاقات ہو جاتی تھی۔ ابھی گذشتہ سال ہی تو ان دنوں جلسہ کے لئے لنڈن آئے ہوئے تھے اور خوب ملاقات ہوئی تھی۔ جلسہ UK سے کئی ماہ قبل ہی بیٹے حبیب الرحمٰن کو کہنا شروع کر دیتے تھے کہ میں نے لنڈن جلسہ پر جانا ہے انتظام شروع کردو۔ حسب سابق اس سال بھی وفات سے چند ماہ قبل UK جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے لنڈن جانے کا پروگرام بنائے بیٹھے تھے۔ حبیب اور میں نے سوچ بچار کر کے یہی فیصلہ کیا کہ جلسہ پر سفر کی مشقت برداشت کرنا اب اباجان کے لئے مشکل ہو گا اسلئے بہتر ہو گا کہ اس سال لنڈن نہ آئیں۔ لیکن شاید اباجان کو ہمارا یہ فیصلہ اچھا نہ لگا کہ عین جس دن جلسہ سالانہ لنڈن میں شروع ہونا تھا یعنی ۳۱ جولائی بروز جمعہ اباجان اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل تو جان فدا کر

آپ نے حضور کی خدمت میں جو آخری خط ۹ جولائی ۹۸ کو لکھا اسکی ابتداء میں جلسہ سے محرومی کا ذکر کر کے آپ نے لکھا۔ ”سیدی حضور کا یہ دیرینہ خادم آجکل معمولی سے زیادہ کمزوری محسوس کر رہا ہے۔ اور سب سے بڑا افسوس یہ ہے کہ امسال حضور کی خدمت میں جلسہ لنڈن پر حاضر نہیں ہو سکونگا۔ اس محرومی کا بہت ہی احساس ہے“

اباجان یکم مارچ ۱۹۱۱ء کو زیرہ ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے بچپن سے ہی نیک طبع تھے اور مسجد سے آپ کو دلی لگاؤ تھا۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔ آپکی ساری عمر خدا تعالیٰ کے فضل سے نماز روزہ اور خدمت دین میں گزری۔ گھر میں سب سے پہلے خود احمدی ہوئے پھر والدین اور بعد میں چھوٹے بھائیوں کو بھی احمدی کیا۔ اباجان نے اپنے احمدی ہونے اور بچپن کے زندگی کے حالات مختصراً خود ہی اپنی زندگی میں لکھے تھے جو کچھ اسطرح ہیں:

خود نوشت حالات بچپن اور قبول احمدیت

آباؤ اجداد سکھوں کی قوم ورائج سے مسلمان ہوئے تھے۔ دادا جان کا نام میاں فتح الدین تھا جو اپنے بیٹے میاں گوہر دین صاحب زیروی کی چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ دادی صاحبہ نے زیرہ میں دوسری شادی کرلی تھی اور والد صاحب زیرہ میں اپنے ماموں میاں رانجھا کے پاس رہنے لگے۔ یہ لوگ وہابی تھے جسکا اثر میاں گوہر دین پر بھی پڑا۔ آپ میاں محمد لکھو کے والوں کی کتاب ”احوال الآخرہ“ پڑھا کرتے تھے۔ حضرت امام مہدیؑ کے بارہ میں نشانات خوب یاد تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دوستوں جن میں ایک محلّہ کا قاضی اور دوسرا محلّہ کے چوہدری کا بیٹا تھا سے ملکر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں قادیان جانے کا ارادہ کیا لیکن محلّہ کے چوہدری نے جانے سے روک دیا۔ اسطرح حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے محروم رہ گئے والد صاحب کی شادی ایک عالم اور بزرگ میاں نظام الدین صاحب کی لڑکی امام بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ انکے پہلے دو بچے فوت ہو گئے تو میاں نظام الدین صاحب نے جنگل میں جاجا کر دعائیں کیں جسکے بعد اس عاجز کی پیدائش ہوئی اور خدا بخش نام رکھا گیا۔ قران شریف والدہ سے اور ابتدائی لکھائی پڑھائی اور حساب والد صاحب سے سیکھا جب بڑا ہو گیا تو والد صاحب نے پوچھا کہ پڑھنا ہے یا بکریاں چرانی ہیں کیونکہ ہمارے ایک عزیز بزرگ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ بکریاں چرانی ہیں۔ جس پر والدین نے ۵۰ روپے کی ٦ بکریاں لے دیں اور مجھے اس بزرگ کے ساتھ ملادیا۔ چند ماہ بکریاں چراتا رہا سخت دھوپ لگتی تو دعا کرتا کہ خدایا بارش برسا تو بارش ہو جاتی اور پھر سردی لگنے لگتی تو دعا کرتا کہ خدایا دھوپ کی ضرورت ہے تو دھوپ نکل آتی۔ اسطرح چند ماہ گذرے تو سب بکریاں بیماری کے باعث مرگئیں جس پر مجھے سکول میں داخل کر دیا گیا۔

والدین کے اثر کے ماتحت نماز روزے کا خوب پابند تھا۔ یہاں تک کہ سکول کے بعد سارا دن مسجد میں ہی گذارتا جب والدین سے کسی نے پوچھا کہ خدا بخش کہاں ہے تو انہوں نے یہی کہا کہ محلّہ کی مسجد میں ہو گا وہاں دیکھ لیں۔ سکول میں عربی پڑھنا شروع کی تو قادیان کے پیر حبیب احمد صاحب ابن پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی بطور عربی ٹیچر مقرر ہوئے۔ ہم سب غیر احمدی لڑکوں نے کہا کہ ہم نے تو مرزائی مولوی سے نہیں پڑھنا لیکن باوجود اسکے وہ پڑھاتے رہے اور پھر بعد میں دوست بھی بن گئے اور تبلیغ کرتے رہے۔ ہماری ہمسائیگی میں بھی چوہدری علی شیر صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ اور انکے بھائی مستری محمد عیسیٰ صاحب رہائش پذیر تھے۔ ہماری ان سے دیوار مشترکہ تھی۔ وہ دونو بھائی اپنی مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہوئے اکثر والدہ صاحبہ کے پاس آجاتے اور ان سے تبلیغی باتیں کرتے۔ ان کے گھر سے الفضل لیکر بھی میں پڑھ لیا کرتا تھا جسکا مجھ پر اچھا اثر تھا۔

غالباً ۱۹۲٦ء میں جب رسالہ ”ورتمان اور رنگیلا رسول“ کے ایڈیٹر کو غازی علم الدین نے قتل کر دیا تو اسکو پھانسی کی سزا ہوئی۔ اس دوران اتحاد بین المسلمین کی تحریک چلی تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارہ میں ایک عظیم الشان خطبہ دیا جو پورے کا پورا مولانا ظفر علی کے اخبار ”زمیندار“ نے شائع کیا۔ یہ اخبار ہماری مسجد میں آتا تھا۔ میں نے یہ سارا پڑھا اور غالباً میرے ایک دوست چوہدری عبد الکریم نے بھی پڑھا۔ جس کا ہم پر بہت اثر ہوا اور ہم نے بھی ارادہ کیا کہ ہم بھی یہ تحریک زیرہ میں چلائیں چنانچہ اسکا اسقدر اثر ہوا کہ ہماری مسجد کے مولوی نے جو کہ احمدیت کا سخت مخالف تھا ہماری تحریک کے نتیجہ میں احمدیہ مسجد میں جاکر مشترکہ بڑے جلسے کی تیاری کیلئے ہونیوالے اجلاس میں حصہ لیا اور آخر فیصلہ ہوا کہ مسلمانوں کی دکانیں کھلوائی جائیں۔ مسلمان وکیل منگوایا جائے اور ایک عظیم الشان جلسہ کیا جائے جس میں تمام فرقوں کے مولوی بلائے جائیں۔ چنانچہ قادیان سے حضرت مولوی ابو العطاء صاحب کو بلایا گیا۔ میں نے انکی تقریر سنی تو مجھ پر بہت اثر ہوا میں نے کہا کہ ان میں بھی ایسے قابل مولوی ہیں۔ اس پر ہم دونوں دوستوں (میں اور عبد الکریم) نے ارادہ کیا کہ اسدفعہ قادیان کے جلسہ سالانہ پر جائیں۔ چنانچہ خاکسار ۱۹۲۷ء کے جلسہ پر گیا لیکن میرے دوست نہ گئے۔

میں نے وہاں جاکر سید دلاور شاہ بخاری احمدی ایڈیٹر مسلم آوٹ لک انگریزی اخبار کے استقبال کا نظارہ دیکھا جو کہ غازی علم الدین وغیرہ کے مقدمات کے سلسلہ میں قید سے رہا ہو کر آئے تھے۔ اور اسطرح حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ کی بطور مبلغ ماریشس کو روانگی کا نظارہ دیکھا۔ اسیطرح ان دنوں حضرت مولوی جلال الدین صاحب شمس پر دمشق میں قاتلانہ حملہ ہوا تھا اسکی خبر سنی پھر سب سے بڑھکر جلسہ سالانہ کا نظارہ دیکھا اور حضرت مصلح موعودؓ کی شاندار تقریریں سنی جس کا مجھ پر گہرا اثر ہوا لیکن میں نے بیعت نہ کی اور واپس آکر اپنی مسجد اہلحدیث میں ہی نماز کے لئے چلا گیا۔ تو میرے دوست مجھے احاطہ مسجد میں لیکر بیٹھ گئے کہ تم قادیان کیوں گئے تھے۔ میں نے کہا میں تو صرف دیکھنے گیا تھا میں نے بیعت تو نہیں کی۔ اس پر ایک نابینا نوجوان جو میرے والد صاحب سے قران شریف حفظ کیا کرتا تھا نے کہا کے اسے اندر حجرہ میں لے چلیں وہاں لے جاکر پوچھتے ہیں کہ یہ قادیان کیوں گیا تھا۔ اس سے میں انکی نیت کو بھانپ گیا کہ انکی نیت پھینٹی لگانے کی ہے اور میں وہاں سے کھسک آیا اور اسکے بعد میں نے اور میرے چھوٹے بھائی کریم بخش مرحوم نے احمدیوں کی مسجد میں نماز کے لئے جانا شروع کر دیا۔ چنانچہ مارچ ۱۹۲۸ء میں خاکسار نے میٹرک کا امتحان دیا اور جون جولائی میں قادیان مدرسہ احمدیہ میں پڑھنے کے لئے آگیا اور داخلہ لے لیا اور ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء کو بروز جمعہ مسجد اقصیٰ کے محراب میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ جبکہ خاکسار کے ساتھ ہی بخارا روس کے دو شخصوں نے بھی بیعت کی یہ دونو چھریاں چاقو سان کے ذریعہ لگانے کا کام کرتے تھے اور اپنے وطن سے ادھر آئے ہوئے تھے۔

ابتدائی حالات زندگی

اباجان تین بھائی تھے آپ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ دوسرے عزیز کریم بخش زیروی اور تیسرے نمبر پر رحم بخش زیروی تھے۔

جب میں نے ہوش سنبھالا تو ہم لوگ سیالکوٹ میں کبوتراں والی مسجد کے قریب رہتے تھے اور پھر ۴٦-۴۷ میں ہم لاہور آگئے لاہور میں کچھ عرصہ دہلی دروازہ مسجد کے سامنے کے علاقہ میں رہے اور پھر محمد نگر میں رہنا شروع کر دیا اس وقت اباجان Army clothing factory میں بطور Civilian work کام کرتے تھے۔ اسوقت کی Employes (۱۹۴۵) کی ایک گروپ فوٹو میں

بھی اباجان پگڑی شیروانی پہنے ہاتھ میں چھڑی اور سلسلہ کی کتاب پکڑے کھڑے ہیں۔

انہی دنوں پاکستان ہندوستان کی تقسیم ہوگئی اور امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک کی کہ قادیان کی حفاظت کے لئے نوجوان چاہئیں تو اباجان فوراً جانے کے لئے تیار ہوگئے۔ حالانکہ لاہور میں اسوقت حالات بہت خراب تھے۔ قتل وغارت جاری تھی ٹرینیں بند تھیں یا اکا دکا چلتی تھیں۔ پھر بھی لگاتار کئی روز تک ہر روز سٹیشن پر جاتے کہ قادیان جاسکیں اور ناکامی رہتی۔ اسطرح کئی روز کی ناکامی کے بعد جنوری ۱۹۴۸ء میں آپ قادیان چلے گئے۔ چھ ماہ تک قادیان میں بطور درویش رہے پھر واپس لاہور آگئے اور پہلے والی ملازمت Join کرلی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپکی لاہور سے مری Transfer ہوگئی۔ چنانچہ ہم سب مری چلے گئے۔ مری جانے سے قبل شاید اباجان نے زندگی وقف کردی تھی کیونکہ مری گئے ابھی ایک دوماہ بھی نہ گذرے تھے کہ مری سے ربوہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ شاید ربوہ جلدی پہنچنا بہت ضروری سمجھتے تھے کیونکہ باوجود اسکے کہ مری میں بارشوں کی وجہ سے راستہ بند تھا فیملی کو لیکر ربوہ کے لئے چلدیئے۔ ایک طرف سے بس پر جانا تھا اور پھر کافی لمبا پہاڑی علاقہ پیدل چلکر دوسری طرف سے دوسری بس لینی تھی۔ والدہ یعنی دادی جان کے علاوہ ہم تین بچے ساتھ تھے اسوقت میں ۸ سال کا تھا دو چھوٹی بہنیں ساتھ تھیں۔

ربوہ میں آکر جلدی جلدی بمشکل ہم سب گاڑی سے اترے کہ گاڑی چند سیکنڈ ٹھہر کر دوبارہ چل پڑی پہلی رہائش کچی بیرکس میں تھی ہر طرف گردہ تھا اور پینے کا پانی بہت نمکین۔ اباجان کی تقرری بطور واقف زندگی کے دفتر کمیٹی آبادی ربوہ۔ تحریک جدید میں ہوئی۔ ۶-۷ سال آپ نے تحریک جدید میں مختلف دفاتر مثلاً وکالت مال۔ وکالت تجارت کمیٹی آبادی ربوہ میں کام کیا اس دوران کچھ کچے مکانات بن چکے تھے اسلئے ہم مرکز سے ایک دوکمرہ کے مکان میں سٹیشن کے سامنے کے محلہ (محلہ الف) میں آگئے تھے۔ اس زمانہ میں اباجان نے اپنے محلہ میں مختلف جماعتی عہدوں پر کام کیا اور اسطرح کبھی مسجد مبارک جو کہ نور ہسپتال کے ساتھ تھی اسمیں جاری کردہ پرائمری سکول میں بچوں کو پڑھاتے بھی رہے۔

۱۹۵۵ء میں واقفین زندگی کو تنخواہیں دینے کے لئے رقم نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مصلح موعودؓ نے کچھ واقفین زندگی کو فارغ کردیا اباجان کا نام بھی ان فارغ ہونے والوں میں تھا۔ اسوقت میں میٹرک میں تھا اور والدہ اور دادی جان کے علاوہ ہم چھ بہن بھائی تھے جنکی رہائش کھانے کا سوال تھا اور بچوں کی پڑھائی کا مسئلہ بھی۔ سخت پریشان کن صورت حال تھی۔ سوائے اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ ربوہ چھوڑ کر کہیں باہر جاکے ملازمت کریں۔ لیکن اباجان دل سے واقف زندگی تھے۔ باہر کی ملازمت چھوڑ کر زندگی وقف کرکے تو وہ آئے تھے۔ ربوہ چھوڑنے کا خیال تک بھی ان کے لئے بہت تکلیف دہ تھا۔ سب رشتہ داروں نے خصوصاً میرے ماموں ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب مرحوم جو ان دنوں راولپنڈی میں رہتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالسمیع غنی مرحوم جو ان دنوں کراچی رہتے تھے اور خالو ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری نے مشورہ دیا کہ ان میں سے کسی کے پاس آجائیں اور دوسری کوئی ملازمت کرلیں۔

لیکن اباجان نہ مانے حتی کہ ایک روز امی جان نے بھی یہ کہا کہ ضرور کہیں ربوہ سے باہر چلے جائیں اور دوسری ملازمت ڈھونڈھ لیں اگر باہر نہ گئے تو کریم اللہ کی پڑھائی کبھی نہیں ہوسکے گی۔ اس پر اباجان نے بڑے یقین کے ساتھ امی جان کو کہا کہ میں ربوہ میں رہ کر ہی خدمت دین کرونگا اور انشاء اللہ العزیز کریم اللہ کی اعلیٰ پڑھائی بھی ضرور ہوگی۔ چنانچہ چند ماہ بغیر ملازمت کے رہنے کے بعد ربوہ میں ہی اباجان کو دفتر امانت صدر انجمن احمدیہ میں پہلے سے نصف تنخواہ پر ملازمت مل گئی جو آپ نے شروع کردی۔ ملازمت شروع کرنے کے چند ماہ بعد جون ۵۵ میں امی جان امۃ الکریم صاحبہ اپنے والد بابو عبدالغنی صاحب انبالوی جو ان دنوں بیمار تھے کی تیمارداری کے لئے بمع بچگان لودھراں چلی گئیں۔ جبکہ خاکسار میٹرک کا امتحان دے کر اپنے ماموں ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے پاس کراچی چلا گیا۔ امی جان کو ابھی لودھراں گئے قریب ایک ماہ ہی ہوا تھا کہ وہ ۲۳ جولائی ۵۵ کو ہیضہ سے بیمار رہ کر ۳۷ سال کی عمر میں اچانک وفات پاگئیں۔ خاکسار اسوقت ۱۵ سال کا تھا اور سب سے چھوٹا بھائی بشارت صرف ایک سال کا تھا۔ اباجان کو بھی اور مجھے بھی امی جان کی اچانک وفات کی اطلاع اسوقت ملی جب انکو دفنا دیا گیا تھا۔

باوجود اتنے بڑے صدمہ کے اباجان نے بڑی ہمت سے کام لیا۔ بڑی ذمہ داری سے بچوں کی نگرانی اور پرورش اور دیکھ بھال بطور باپ کے ہی نہیں بلکہ بطور ماں کے بھی کی۔ آپ بچوں کے لئے بہت دعائیں کرنے اور خیال رکھنے والے تھے۔ اولاد کے لئے ہمیشہ چاہا کہ سب دین کے سچے خادم بنیں۔ سب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ ایم۔ ایس۔ سی تک تعلیم دلاکر بڑی توجہ اور اصرار سے تینوں بیٹوں کی شادیاں واقف زندگی سے کیں۔

لودھراں سے بچے اباجان کے ساتھ ربوہ آگئے۔ کچھ عرصہ بعد میں بھی کراچی سے ربوہ آگیا میٹرک کرلیا تھا اور اب کالج جانے کا ارادہ تھا۔ لیکن اباجان بالکل معمولی تنخواہ پر دفتر امانت میں کام کررہے تھے۔ کالج میں داخلہ وغیرہ کے لئے رقم نہ ہونے کی وجہ سے ۳-۴ ماہ کالج نہ جاسکا۔ اور کالج جانے کی کوئی صورت بھی نظر نہ آتی تھی۔ لیکن اباجان کا دفتر امانت میں آنا معجزانہ طور پر میری مزید پڑھائی کا ذریعہ بن گیا۔ یہ اسطرح ہوا کہ چند سال قبل خاکسار کی دادی جان نے ۱۰۰ روپے دفتر امانت میں اپنے نام پر جمع کرائے تھے۔ جبکہ دفتر امانت والوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ کہاں گئے اور انہوں نے کافی عرصہ قبل رقم دینے سے انکار کردیا تھا۔ دفتر امانت میں کام کرنے کے چند ماہ بعد اباجان کے ذریعہ معلوم ہوا کہ دادی جان کی جمع کرائی ہوئی رقم کا غلط اندراج کسی اور کھاتہ میں ہوگیا ہوا ہے۔ افسر دفتر کی تحقیق کے بعد یہ ثابت ہوگیا کہ یہ رقم دادی جان کی جمع کرائی ہوئی ہے انکو ۱۰۰ روپے دفتر امانت نے ادا کردیئے۔ تو یہ ۱۰۰ روپے بطور داخلہ کالج فیس ادا کرکے خاکسار تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل ہوگیا اور اسطرح میری کالج کی پڑھائی شروع ہوگئی اور اباجان کی کہی ہوئی نصیحت بات کہ انہوں نے ربوہ میں ہی کام کرنا ہے اور کریم اللہ کی پڑھائی بھی انشاء اللہ العزیز ہوگی کے پورا ہونے کی بنیاد پڑ گئی۔

اباجان کو دفتر امانت میں کام کرتے ہوئے تقریباً دو سال گذرے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے وقف جدید تحریک کا اجراء کیا۔ اباجان نے دوبارہ زندگی وقف کرنے کی درخواست حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں پہنچادی جو حضور نے منظور کرلی۔ اسطرح اباجان کی تقرری دفتر وقف جدید میں بطور واقف زندگی کے ہوگئی۔ چنانچہ اباجان نے ۱۹۵۸ء سے لیکر ۱۹۹۲ء یعنی ریٹائر ہونے تک تقریباً ۳۵ سال دفتر وقف جدید میں بطور انسپکٹر وقف جدید نائب ناظم ارشاد۔ نائب ناظم مال اور آڈیٹر کے کام کیا۔ آپ بیس سال تک وقف جدید کے سیکرٹری بھی رہے اور اسطرح خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً ۲۴ سال تک اباجان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ کام کرنے کی توفیق ملی جسکا اباجان ہمیشہ فخر سے ذکر کرتے تھے۔

اباجان بچپن سے ہی بہت دعاگو تھے۔ نہ صرف خود بہت دعائیں کرتے تھے بلکہ ساری اولاد کو بھی ہمیشہ دعائیں کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ قبولیت دعا اور خصوصاً خلفاء کی دعاؤں کی قبولیت پر بہت یقین رکھتے تھے۔ ہر وقت اور مشکل کے وقت خلیفہ وقت کو فوراً دعا کے لئے لکھتے اور خود بھی دعا میں لگ جاتے۔ میرے بچپن میں کئی دفعہ ایسے ہوا کہ مجھے خط دیا اور کہا کہ اسی وقت (خواہ کتنی شام ہو چکی ہو اور اندھیرا ہو چکا ہو) حضرت مصلح موعودؓ کے دفتر کے باہر جو چھوٹا سا بکس لگا ہوا ہے اس میں حضور کو دعا کے لئے لکھا ہوا خط ڈال آؤ۔ گھر سے دفتر کافی دور تھا اور اکثر شام کا وقت ہوتا تھا اسلئے میں کہتا کہ اس وقت تو دفتر بند ہوچکے ہیں۔ ڈاک بھی کل ہی نکلے گی اور خط حضور کے سامنے پیش ہوگا اسلئے کل صبح خط ڈال دونگا۔ تو کہتے کہ نہیں ابھی خط ڈالنا ہے جب خط حضور کے لیٹر بکس میں چلا جائیگا تو خدا تعالیٰ کے حضور اسی وقت سے دعا شروع ہو جائیگی۔ ہمیشہ اپنی اولاد در اولاد کے لئے خصوصی دعا کیا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ان سب کو نیک خادم دین بنائے اور انکو دینی دنیاوی ترقیات عطا کرے جب بھی ربوہ ٹیلیفون کرتے تو نام لیکر سب کا حال دریافت کرتے اور پھر جب میں یہ کہتا کہ سب کے لئے دعا کریں تو کہتے کہ آؤ دعا کرلیں اور اکثر پھر ٹیلیفون پر ہی اسی وقت دعا کرانی شروع کردیتے آپ کو اکثر سچے خواب آتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر کے متعلق ۱۹۶۵ء میں ایک خواب دیکھا جو کہ بعینہ اسی طرح پورا ہوگیا۔ یہ خواب آپ نے اکتوبر ۱۹۶۵ء میں دیکھا اور لکھ بھی لیا جو درج ذیل ہے:

"آج مورخہ 65-10-25 کی درمیانی شب کو مسجد احمدیہ شیخوپورہ میں دیکھا کہ قاری محمد امین صاحب مجھے کہہ رہے ہیں کہ ریکارڈ کے مطابق آپکی عمر ۲۹ سال ہے اور اسمیں فلاں ۵ سال بھی شامل ہیں یا کہا کہ نہیں شامل ہیں"

یہ خواب بعینہ جیسے دیکھا تھا پورا ہوگیا۔ ۱۹۶۵ میں ۲۹ سال عمر کے شامل کریں تو ۱۹۹۴ تک زندگی کی عمر بنتی تھی۔ چنانچہ ۱۹۹۳ میں آپ شدید بیمار ہوگئے۔ اور دسمبر ۱۹۹۳ء میں میں بھی امریکہ سے آیا کہ آخری ملاقات ہے۔ اس سے قبل لندن سے بشارت بھی آکر مل گیا۔ بظاہر یہی لگتا تھا کہ زندگی تھوڑی باقی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ معجزانہ طور پر اس بیماری سے مکمل طور پر صحتیاب ہوگئے حسب سابق دوبارہ باقاعدگی سے مساجد میں نمازوں کے لئے جانا شروع کردیا اور جلسہ سالانہ UK پر بھی آنے لگے اور پھر مزید ۵ سال زندہ رہنے کے بعد ۱۹۹۸ء میں خواب میں بتائی گئی عمر کے عین مطابق وفات پائی۔

آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور قربانی کی ہر تحریک میں مسابقت سے حصہ لیتے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔ ہر جماعتی کام کو دنیاوی کام پر فوقیت دیتے تھے اور آپ نے ہمیشہ زندگی وقف کہلانا اور لکھنا پسند کیا۔ دین کی خدمت کے لئے ہر لحظہ تیار اور مستعد رہتے تھے۔ خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اور مسیح موعود سے حقیقی محبت میں سرشار اور خلفاء سے گہری عقیدت رکھنے والے تھے۔ خاندان مسیح موعود سے دلی محبت رکھتے تھے۔

چند سال قبل حضرت مصلح موعودؓ کے ایک صاحبزادہ New Jausuy آرہے تھے اباجان نے خصوصاً خط لکھا اور پھر ٹیلیفون پر بھی کہا کہ ان کی خدمت کرنی ہے اور دعوت بھی کرنی ہے۔ ایک لمبا عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے حضور سے آپ کو دلی گہری محبت اور عقیدت تھی کہ ہمیشہ حضور کے ساتھ خدمت کی توفیق پانے پر فخر کیا کرتے تھے۔ اور آخری دنوں تک حضور کو MTA پر دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے اور دعاؤں میں لگ جاتے۔ اسی محبت کے سبب ہر قیمت پر چاہتے کہ حضور کے پاس پہنچ جائیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے گیارہ دفعہ UK کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے حضور کو بھی اباجان سے خاص دلی لگاؤ تھا اکثر

مجالس میں خصوصاً انصاراللہ UK کے اجتماعات کے موقع پر حضور اباجان کا مختلف رنگ میں احسن طور پر ذکر کرتے اور اباجان اس سے بہت محظوظ ہوتے۔ جلسہ سالانہ ۹۱ پر قادیان میں حضور نے اباجان کو جزیرہ وینو ویٹا میں مبلغ بھی نامزد کیا لیکن اباجان نہ جاسکے۔

اباجان کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لکھا۔

پیارے حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے والد محترم اور جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم محترم صوفی خدابخش صاحب زیروی کی وفات کا افسوس ہے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت مخلص دعاگو بزرگ تھے۔ ان سے پرانا تعلق رہا ہے اللہ تعالیٰ انکو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اور انکے تمام بیٹوں بیٹیوں اور عزیز واقارب کو صبر جمیل عطافرمائے اور انکے رنگ میں رنگین کرے اور سب دین کے خادم ہوں۔ میری طرف سے سب عزیزوں کو دلی تعزیت کا پیغام اور دعا۔ نماز جنازہ غائب انشاء اللہ تعالیٰ پڑھاؤنگا خداحامی وناصر ہو۔

والسلام خاکسار

دستخط حضور انور

نماز سے محبت اور مختلف مساجد میں نماز ادا کرنے کا شوق

اباجان وقت پر نمازیں ادا کرنے کے عادی تھے۔ تقریباً ساری عمر تمام نمازیں مسجد میں جاکر ادا کرتے رہے۔ بلکہ انکو یہ خاص شوق تھا کہ پانچوں نمازیں ہر روز ربوہ کی مختلف مساجد میں ادا کریں۔ اور آخری عمر تک اکثر وبیشتر وہ ایسا ہی کرتے شاید ربوہ میں کوئی ایسی مسجد ہو جہاں جاکر اباجان نے نمازیں اور بکثرت نوفل نہ پڑھیں ہوں۔ امسال جلسہ UK پر ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے بتایا کہ جلسہ پر آنے سے چند روز قبل انہوں نے اباجان کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز مسجد مبارک میں ادا کی تھی اور بظاہر انکی صحت اچھی لگتی تھی۔ شاید یہ انکی نمازوں اور مساجد سے محبت ہی تھی کہ خداتعالیٰ نے آپ کو ربوہ میں یادگاری مسجد بنانے کی تحریک کرنے کی توفیق عطافرمائی۔ چنانچہ حضور نے آپ کی تجویز کو منظور فرمایا اور اس جگہ جہاں پر کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ میں سب سے پہلی نماز ادا کی تھی ایک مسجد بنائی گئی جو کہ اب یادگاری مسجد کے نام سے موسوم ہے۔ تاریخ احمدیت میں اس مسجد کی تجویز کے سلسلہ میں اباجان کا ذکر بھی ملتا ہے۔ آپ اپنے بچونکو بھی نمازوں کی وقت پر ادائیگی کی بہت تلقین کرتے تھے۔ آخر وقت تک ہمیشہ جب مجھے خط لکھتے تو کچھ حصہ اس بات کے لئے مخصوص ہوتا جس میں کہ مجھے توجہ دلائی ہوتی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے خدمت دین کو ایک فضل الٰہی سمجھنا ہے اور نمازوں کی طرف خصوصاً توجہ دینی ہے۔ اباجان خط بہت لمبے لکھتے تھے اکثر خطوط ۱۵-۲۰ صفحات پر مشتمل ہوتے۔ خط ہمیشہ مسجد میں بیٹھکر لکھتے کبھی ۱۵ دن کبھی مہینہ خط مکمل کرنے پر لگ جاتا اور مختلف مساجد میں مختلف تاریخ پر خط لکھا ہوتا۔ ہمیشہ خط کا انتظار رہتا کہ تفصیلی معلومات حاصل ہو جائیں۔ رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ جوانی سے ہی ہفتہ میں ایک یا دو نفلی روزے ضرور رکھتے رہے اور اس طریق پر جب تک صحت نے اجازت دی باقاعدگی سے عمل کرتے رہے۔ رمضان شریف کے مہینہ میں اعتکاف بھی اکثر بیٹھتے۔ اور آخر عمر تک ہر وقت باوضو رہنے کی عادت پر عمل کرتے رہے۔ تلاوت قران کریم اور ترجمہ قران کریم پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ باقاعدگی سے ساری عمر فجر کی نماز کے بعد تلاوت قران کریم کرتے رہے اور غور سے قران کریم کا ترجمہ پڑھتے رہے۔ آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ سلسلہ کے لٹریچر کے علاوہ اخبارات باقاعدگی سے پڑھتے خصوصاً انگریزی کے اخبارات بلکہ ہر روز ۳-۴ مختلف اخبارات خریدتے۔ یہ انکا علم کا شوق ہی تھا کہ ۱۹۲۸ء میں میٹرک کرنے کے بعد پڑھائی کو بھولے نہیں بلکہ پہلے منشی فاضل کیا اور پھر جبکہ وہ تقریباً ۴۵ سال کے تھے ۱۹۵۶ء میں B.A کیا اور پھر ہومیو پیتھک کا امتحان بھی پاس کیا۔ یہ علم کا شوق ہی تھا کہ انکی شروع سے ہی یہ خواہش رہی کہ انکے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ اور باوجود کافی تنگی کے اس بات کا خیال رکھا کہ خداتعالیٰ کے فضل سے سارے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ آپ بہت خوش مزاج خوش اخلاق اور ملنسار تھے۔ بچے جوان بوڑھے سبھی سے آپکا تعلق تھا اور آپ ان سے ملکر خوش ہوتے۔ ہمیشہ مسکراتے ہوئے چہرہ سے لوگوں سے ملتے اور ملنے والوں کے چہروں پر بھی آپ سے ملکر مسکراہٹ پیدا ہو جاتی۔ بطور انسپکٹر وقف جدید آپ کئی سال تک مختلف علاقوں کا دورہ کرتے رہے۔ اسلئے آپ کا حلقہ واقفیت کافی وسیع تھا۔ اکثر ملنے والوں کے دیگر رشتہ داروں کو بھی جانتے ہوتے تو اسطرح ملنے والوں کو اور بھی آپ سے انسیت پیدا ہوتی۔ جلسہ UK پر آتے تو اکثر ایسے لوگ ملتے جنکی آپ سے پرانی واقفیت ہوتی تھی۔ آپ بزرگوں۔ دوستوں۔ عزیزوں کی خاطر داری اور مہمان نوازی بڑے شوق سے کرتے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مہمان نوازی کی صفت آپ کا خاصہ تھا۔ اکثر چھوٹے چھوٹے خوشی کے موقعوں پر آپ کے واقف کار اور دوست آپ کو کہتے کہ صوفی صاحب مبارک ہو مٹھائی کھلائیں یا دعوت کریں۔ تو ہمیشہ مٹھائی منگوا کر کھلاتے یا پھر دعوت کرکے لوگوں کی خاطر تواضع کرتے۔

لباس کی نفاست

اباجان بہت صفائی پسند تھے۔ ہمیشہ صاف ستھرے کپڑے پہنتے پگڑی شیروانی تقریباً ساری عمر پہنیں۔ نسیم مہدی صاحب امیر جماعت احمدیہ کنیڈا اباجان کے اس وصف کے متعلق لکھتے ہیں۔

میں ذاتی طور پر گواہی دے سکتا ہوں کہ وہ ایک فدائی مخلص اور دین کے لئے انتہائی قربانی کرنے والے بزرگ تھے۔ خلافت احمدیہ کے عاشق صادق تھے۔ لباس کے معاملہ میں انتہائی نفیس تھے۔ میں نے مسلسل کئی سال تک ان کے ساتھ پانچوں نمازیں مسجد نصرت میں ادا کیں۔ میں نے کبھی انکو ننگے سر یا ننگے پاؤں یا بغیر اچکن کے نہیں دیکھا۔

اباجان کی شخصیت اور انکا لباس ایک انگریز آرٹسٹ کو بھی پسند آگیا۔ اور اس نے آپ کی پوری Portrait بنائی۔ ایک سال حبیب الرحمٰن لنڈن جلسہ UK پر شمولیت کے لئے آیا ہوا تھا اور Putrey کے علاقہ میں سے گذر رہا تھا کہ ایک گھر کی کھڑکی سے اسے ایک پاکستانی لباس یعنی شیروانی اور اچکن پہنے ہوئے شخص کی بڑی Portrait اسکو نظر آئی۔ انگریز گھر میں اسے دیکھکر اسکو حیرانی ہوئی اور یہ حیرانی اور بھی بڑھ گئی جب غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ تو اباجان کی Portrait ہے۔ گھر کی مالکہ سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اسے انکی شخصیت اور لباس بہت پسند آگیا تھا اسلئے اس نے Request کرکے انکی Portrait بنائی ہے اور مختلف نمائشوں میں اس Portrait کو رکھ چکی ہے۔ جب اس پورٹریٹ کو اپنے لئے مانگا تو اس نے ایک بہت خطیر رقم مانگی۔ لباس کی نفاست کے ساتھ ساتھ آپ ایک درویش صفت انسان تھے۔

خداتعالیٰ کے فضل سے باوجود واقف زندگی ہونے کے آپ نے بہت سے ممالک کی سیر کی لنڈن تو کئی دفعہ آئے بھی تھے۔ ۸۵ء میں امریکہ میں بھی آکے ۶ ماہ رہے اور ڈیٹرائیٹ میں امریکہ کی Convention اور دوسرے دینی پروگرام attend کئے۔ جرمنی بھی دو دفعہ گئے اور جلسہ سالانہ جرمنی attend کیا۔ قادیان کا جلسہ سالانہ بھی کئی دفعہ attend کیا۔ جس سال حضور قادیان جلسہ پر گئے اس سال اباجان کو بھی جلسہ پر قادیان جانے کی توفیق ملی۔ خداتعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اباجان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب کو انکے رنگ میں رنگین کرے اور خادم دین بنائے۔

نماز جنازہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۹۹-۲-۴ بروز جمعرات فضل مسجد لندن میں درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی:

نماز جنازہ حاضر

مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب ابن مکرم عبدالحی بٹ صاحب فضل مسجد لندن میں لمبا عرصہ ٹیلی فون ڈیوٹی اور ترسیل ڈاک ڈیپارٹمنٹ میں اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ اہلیہ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم (مفتی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ) ۳۱ جنوری ۱۹۹۹ء کو بعمر ۷۷ سال کیلگری کینیڈا میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی والدہ سارہ بیگمؓ صحابیہ تھیں اور والد محترم میاں جمال الدینؓ بھی صحابی تھے۔ خاندان مسیح موعودؑ کی خواتین مبارکہ سے خصوصی للّٰہی تعلق تھا۔ طویل عرصہ تک "مصباح" کی ایڈیٹر رہیں اور ربوہ اور کینیڈا میں بہت سے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کی سعادت پائی۔ خلافتِ احمدیہ کی فدائی تھیں۔ آپ ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب ورجینیا امریکہ کی والدہ تھیں اور ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب اور منصور شاہ صاحب کی خوش دامنہ تھیں۔ بفضل خدا ساری اولاد جماعت سے اخلاص کا پختہ تعلق رکھتی ہے۔

قائدین وناظمین اطفال متوجہ ہوں

تمام قائدین وناظمین مجالس سے گذارش ہے کہ درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ جہاں تنظیم نہیں ہے۔ اطفال کی تنظیم قائم کریں۔ اور ان کی مجلس عاملہ بنائیں۔ ۲۔ ہر ماہ کی رپورٹ باقاعدہ مقررہ فارم میں مکمل کرکے اگلے ماہ کی پانچ تاریخ تک دفتر کو ارسال کردیں۔ ۳۔ فارم تشخیص بجٹ اور فہرست تجدید احتیاط سے مکمل کرکے جلد دفتر کو ارسال کریں۔ ۴۔ سال کی پہلی ششماہی میں ہفتہ اطفال اور دونوں ششماہیوں میں یوم والدین منعقد کریں۔ ۵۔ چندہ وقف جدید میں 100% اطفال کو شامل کریں۔ ۶۔ شعبہ تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ کریں اور دفتر کی طرف سے تشکیل کردہ ہر پروگرام میں 100% اطفال کو شامل کریں۔ ۷۔ ہر ماہ کم از کم ایک تربیتی اجلاس ایک اجلاس عاملہ اور ایک اجتماعی وقار عمل کریں۔ امید ہے کہ آپ ان تمام امور پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

درخواست دُعا

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۹۹-۱-۳۱ کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ بچی کا نام حضور ایدہ اللہ نے فائزہ مریم رکھا ہے۔ جو وقفِ نو میں شامل ہے۔ بچی کی صحت وسلامتی درازی عمر نیک اور خادمہ دین اور قرۃ العین ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(حاجی نذیر احمد آف بلگام)

حالات حاضرہ

محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قارئین بدر پچھلی ایک اشاعت میں دُنیا میں رونما ہونے والے واقعات و حادثات پر خبروں کے مطالعہ سے ایک قسط آپ تک پہنچ چکی ہو گی دُنیا میں کس قدر ہلاکتیں اور مخلوق خدا کا خون بہایا جارہا ہے اور کسقدر اکناف عالم میں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں اور کتنے خاندان کسمپرسی کی حالت میں یتیم کی شکل میں گذر بسر کر رہے ہیں کوئی اس بارے میں کبھی سوچتا نہیں کہ ایسے لوگوں کی تعداد کتنی ہے اور ان کی آبادکاری یا ذریعہ معاش کیا ہوگا کوئی پرسان حال نہیں۔ معاملہ البانیہ نجات یافتہ مسلمان باشندوں کا ہو یا مغربی افریقہ کے عوام کا ہو یا عراق کا ہو یا ایتھوپیا کا ہو ہندوستان کا ہو یا پاکستان کا ہو دُنیا کے کسی ملک کے مظلوم عوام کا کیونکہ ساری مخلوق آخر ہمارے پیارے رب العلمین خدا کی ہی ہے لہٰذا ایک انسان ہونے کے ناطے ایک انسان ہی انسان کے درد کو سمجھ سکتا ہے اور اُس کے درد کو بانٹ سکتا ہے لیکن کسی کی جوں تک نہیں رینگتی۔

کسوو کے صوبہ میں چالیس بے گناہ افراد کا قتل عام اور نیٹو کی بمباری کی دھمکی

16-17 جنوری کی بات ہے کہ کسوو کے صوبہ میں چالیس بے گناہ البانیہ نجات دہندہ باشندوں کو سربیائی پولیس نے ایک گاؤں میں اندھا دھند گولیاں برسا کے قتل کر دیا ہے اور لاشیں ایک ماہ تک لواحقین کے سپرد نہ کی گئیں۔ اس واقعہ کی دنیا میں شدید مذمت کی گئی۔ نیٹو کے نمائندگان کو اس واقعہ کی جگہ پر کئی روز تک وہاں کی حکومت نے جانے کی اجازت نہ دی جس کی بناء پر نیٹو کے مقرر کردہ جنرل نے بمباری کرنے کی دھمکی دی بہر حال لاشوں کے واپس کرنے کا ایک قضیہ کھڑا ہو گیا حکومت چاہتی تھی کہ باری باری لاشیں واپس کی جائیں جبکہ لواحقین اجتماعی طور سے جلوس کی شکل میں لے جانے پر بضد تھے چنانچہ کافی گفت و شنید کے بعد یہ معاملہ طے پایا اور ان لاشوں کو لواحقین کے سپرد کر کے اجتماعی رنگ میں دفنایا گیا۔

دونوں فریقوں کو چند دنوں کی مہلت دے دی گئی ہے اور فوری طور پر معاملے کا کوئی حل نکالنے کیلئے تجویز رکھی گئی ہے خبروں کے مطابق چند دنوں تک دونوں فریق باہمی صلح پر رضامند ہو جائیں گے بصورت دیگر نیٹو کے ہوائی جہاز بمباری کر سکتے ہیں۔ اس وقت یہ معاملہ بھی سنگین نوعیت کا ہے اگر سیکورٹی کونسل چاہتی تو وہ اس علاقے میں پائیدار امن قائم کر سکتی ہے اگر نیتیں صاف ہوں اور خوف خدا ہو۔

تازہ اطلاعات کے مطابق مقرر کردہ مہلت کا وقت بھی ختم ہو گیا مزید دو دن کی مہلت دی گئی ہے فریقین میں رضامندی ابھی نہیں ہوئی سربیائی حکومت اقوام متحدہ کی نگران فوج کی تعیناتی پر معترض ہے فرانس میں اس سلسلے میں گفت و شنید جاری ہے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اللہ ہی جانے۔ بی بی سی کے مطابق دونوں فریق کے مابین 20.2.99 کو ایک علاقہ میں ایک گھنٹہ فائرنگ ہوتی رہی ہے۔

ریڈیو کشمیر سے شہر بین پروگرام

آج کی اشاعت میں میں نے ضروری سمجھا کہ ریڈیو کشمیر کے اس دلچسپ پروگرام کا بھی تذکرہ کروں تاکہ دیگر صوبوں میں بھی اس پر عمل ہو سکے۔ ریڈیو کشمیر قابل ستائش ہے کیونکہ قریباً 9 ماہ سے ریڈیو کشمیر سے شہر بین کے نام سے قریباً ہر روز پندرہ بیس منٹ پر مشتمل پروگرام شام سوا سات بجے تا ساڑھے سات بجے نشر ہوتا ہے۔

یہ پروگرام انتہائی دلچسپ حالات پر مبنی ہوتا ہے۔ اصل میں نعیمہ احمد جو کہ پہلے بی بی سی لندن میں بھی اردو پروگرام پیش کرتی تھیں واپس جب کشمیر آئیں تو انہوں نے شہر بین پروگرام کا آغاز کیا اس کے بعد باقاعدہ ایک ٹیم بنائی گئی ہے جو کہ وادی کشمیر میں تمام واقعات پر نظر رکھتی ہے اور موقعہ پر جائزہ لیکر تمام حالات و واقعات کو بغور تحقیق کر کے متعلقہ شعبوں کے افسران سے رابطہ قائم کر کے ساری تفصیل کی آڈیو ریل تیار کرتی ہے پھر ریڈیو کشمیر سے وہ پوری کارروائی نشر کرتی ہے مثال کے طور پر موجودہ دور میں رشوت خوری اثر و رسوخ جائز ناجائز مختلف کام مختلف محکموں میں سارے ہندوستان میں ہو رہے ہیں اور بعض اوقات حقدار کا حق بھی تلف کیا جاتا ہے یہ ٹیم بلا لحاظ مذہب و ملت اور بلا امتیاز ہر ایک شکایت کنندہ کی شکایت کو سن کر متعلقہ افسر سے رابطہ قائم کر کے اس سلسلہ میں تسلی بخش جواب حاصل کر کے عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی ہے اس طرح سے امکان ہے کہ ناجائز کام میں کمی واقع ہو معاملہ ملازمتوں کا ہو یا انٹرویو کا ہو بجلی یا صفائی یا عدالت یا پولیس کا کسی طرح کا بھی ہو ہر شکایت خواہ کسی منسٹر کے متعلق ہی کیوں نہ ہو یہ ٹیم واقعہ کی کھوج کرتی ہے اور سوال و جواب کے رنگ میں عوام کے سامنے حقیقت پیش کرتی ہے۔ خاکسار نے متعدد بار اس پروگرام کو سنا اور سننے کا موقع ملتا رہتا ہے میری نظر میں یہ بہت عمدہ پروگرام ہے اُمید کی جاتی ہے کہ ایسا کرنے سے یقیناً عوام میں بیداری پیدا ہو گی اور حقیقت حال سے بھی واقف ہوں گے۔ اور ناجائز کاموں پر کافی حد تک روک تھام ہو سکتی ہے۔

دو روزہ کانفرنس اسلام آباد میں مکمل ہو گئی

بھارت پاکستان پارلیمنٹرین کانفرنس اسلام آباد میں 13.2.99 کو مکمل ہو گئی اس دورہ کا مقصد دونوں ممالک میں دوستی بھائی چارہ امن استحکام کا پل بنانا ہے۔ جاکھڑ۔

بھارت کا وفد قریباً تیس ممبران پارلیمنٹ پر مشتمل تھا وہاں خوشگوار ماحول میں گفتگو ہوئی ہے تاہم جماعت اسلامی کے ورکروں نے تعلقات کو استوار کرنے پر مظاہرہ کیا ہے جبکہ دونوں طرف کے سمجھدار اور انصاف پسند عوام نے ان تعلقات کا خیر مقدم کیا ہے دونوں ممالک کے وفود نے آپس میں مل بیٹھ کے اپنے اندرونی مسائل حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یقیناً یہ اقدام قابل ستائش ہیں خدا کرے کہ اس میں مزید پیش رفت ہو۔ آمین۔

ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری واجپائی کا بذریعہ بس پاکستان کا سفر واہگہ سرحد پر پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف اور دیگر اہلکاروں نے استقبال کیا

مورخہ 20 فروری کو بعد دوپہر وزیر اعظم دہلی سے ہوائی جہاز میں روانہ ہو کر جونہی امرتسر کے ایئرپورٹ پہنچے گرمجوشی کے ساتھ وہاں کی حکومت اور عوام نے استقبال کیا امرتسر سے اٹاری بارڈر تک وزیر اعظم نے بذریعہ بس سفر کیا راستے میں مختلف دیہات والوں نے بھی گرمجوشی سے موصوف کا استقبال کیا جبکہ بارڈر پر سکول کے بچوں اور پولیس بی ایس ایف کے جوانوں نے بھی آپ کا استقبال کیا بارڈر پر وزیر اعظم نے مختصر سا پیغام نامہ نگاروں کو دیا کہ میں حالات کو سازگار بنانے کیلئے راستہ ہموار کر رہا ہوں۔ اور پر اُمید ہوں کہ جب پاکستان کے وزیر اعظم سے تفصیلی گفتگو کا موقع ملے گا تو تمام متنازعہ پہلوؤں پر ان سے خوشگوار ماحول میں بات کروں گا انہوں نے کہا کہ میں 100 کروڑ لوگوں کی امنگوں اور اُمیدوں کو لیکر جارہا ہوں کہ دونوں ملکوں کے مابین تعلقات استوار ہوں۔ تجارت میں فروغ حاصل ہو جونہی وزیر اعظم پاکستان کی سرحد پر پہنچ کر بس سے اُترے تو وہاں پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف صاحب اور ان کے اعلیٰ حکام نے گرمجوشی سے استقبال کیا دونوں وزراء اعظم گلے ملے اُس کے بعد تینوں فوجی دستوں نے قومی دھنیں بجائیں اور سلامی دی وزیر اعظم کے ساتھ پنجاب کے وزیر اعلیٰ پرکاش سنگھ بادل۔ جسونت سنگھ سنہا۔ دیوانند کپل دیو۔ شبانہ اعظمی۔ پرگٹ سنگھ اور بہت سے مختلف طبقوں سے تعلقات رکھنے والے افراد بھی تھے واگھہ سے وزیر اعظم کو بذریعہ ہیلی کاپٹر لاہور لے جایا گیا۔ دہلی سے واہگہ سرحد تک وزیر اعظم کے سفر کو براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا امرتسر کے لوگوں میں اس سفر سے کافی جوش و خروش دیکھنے میں آیا۔ اور ایسا لگ رہا تھا کہ گویا حقیقت میں سرحد کھل ہی گئی۔

(بحوالہ ہند سماچار 17.2.99)

احمد آباد میں مذہبی کانفرنس

احمد آباد (گجرات) میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں عیسائیت اور اسلام کے پھیلنے کے سلسلہ میں غور و خوض کیا گیا۔

10.2.99 کو ہند سماچار میں ایک خبر شائع ہوئی۔ جیوتش پیٹھ کے شنکر آچاریہ سوامی واسو دیوانند سرسوتی نے آج ہندوؤں سے کہا وہ غریبوں دبے کچلے لوگوں اور قبائلی جنتا کی بنیادی ضروریات کی طرف دھیان دیں تاکہ وہ لوگ عیسائی مذہب میں تبدیل ہونے کیلئے مجبور نہ ہوں یا ان کا جھکاؤ اس دھرم کی طرف نہ ہو۔ شنکر آچاریہ نے یہاں اخباری نمائندوں کو بتایا "ہمیں ان سے ہمدردی سے پیش آنا چاہئے اور تعلیم صحت اور دیگر چیزوں کی ان کی ضروریات کی طرف خاص دھیان دینا چاہئے کیونکہ سوسائٹی کا یہ فرض بنتا ہے کہ اقتصادی طور پر پچھڑے ان لوگوں کی مدد کی جائے انہوں نے کہا کہ سماجی ہم آہنگی ہندو دھرم کا بنیادی لفظ ہے جو کسی طرح کی ذات پات کو اہمیت نہیں دیتا اور اس میں چھوا چھوت کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے انہوں نے ان الزامات کو غلط قرار دیا کہ حال ہی میں عیسائیوں پر ہوئے حملوں میں ویشو ہندو پریشد (وہپ) یا بجرنگ دل ذمہ دار ہیں۔ اور کہا کہ میڈیا نے ان واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اسلام کے لوگوں نے زبردستی اپنے پروشواس کرنے کیلئے مجبور کیا جبکہ عیسائیوں نے اس کیلئے سیوا و تعلیم کا راستہ اپنایا۔

ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر بارے انہوں نے کہا کہ مندر کی تعمیر کیلئے تاریخ کا اعلان 2000ء کے بعد کیا جائے گا جب بلڈنگ بنانے کیلئے 50 فیصد سامان اکٹھا ہو گا۔ انہوں نے مندر کے معاملہ کو قانون کے ذریعہ حل کرنے کے مشورہ کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اعتماد کے معاملہ کو قانون سے حل نہیں کیا جا سکتا ہے لہٰذا قانون کے ذریعہ نہیں بلکہ لوگوں کی بھاوناؤں سے بنے گا۔ قارئین خود ہی جائزہ لیں کہ دلت اور کمزور طبقہ ہندوؤں کے ساتھ یہاں کیا سلوک ہو رہا ہے کاش اس تعلیم پر عمل ہو۔

ہند پاک ٹیموں کے مابین کرکٹ ٹیسٹ سیریز مکمل

پروگرام کے مطابق ہند نے کڑی سیکورٹی کے انتظامات کئے تھے جس کے طفیل نہایت ہی خوشگوار ماحول میں ہند پاک ٹیموں کے مابین دو ٹیسٹ میچ چنئی اور دہلی میں ہوئے اور سیریز ڈرا رہی دونوں نے ایک ایک ٹیسٹ جیت لیا چنئی میں بھارت ۱۳ رن سے ہارا جبکہ پاکستان دہلی میں ۲۱۲ رن سے ہارا تاہم ایک خوشگوار ماحول قائم ہوا اور پاکستان کے کپتان نے شائقین کی بھرپور تعریف کی خاص کر مدراس کے لوگوں کی اگر ایسے ٹیسٹ میچ ہوتے رہیں اُمید ہے کہ ماحول مزید استوار ہو گا اور دونوں ملکوں کے کھلاڑیوں اور شائقین کے مابین جو ٹینشن رہتی ہے اور جذبات اُبھرتے ہیں اُس میں بھی آہستہ آہستہ کمی ہوتی چلی جائے گی۔ کلکتہ کے عیدن گارڈن میں تین ملکی ٹیسٹ سیریز کا پہلا ٹیسٹ ہند پاک ٹیموں کے مابین ہوا جو پاک ٹیم نے جیت لیا۔ دوسرا ٹیسٹ میچ سری لنکا اور انڈیا کے مابین سری لنکا میں ہوا۔

عراق پر مزید امریکی حملے جاری

جیساکہ پچھلی اشاعت میں عراق پر امریکہ اور برطانیہ طیاروں کی بمباری کا ذکر کیا گیا ہے مزید حملے وقتاً فوقتاً جنوبی عراق کی دفاعی تنصیبات پر امریکہ نے کئے ہیں مورخہ ۹۸-۲-۱۰ کو امریکہ اور برطانیہ کے جہازوں نے عراقی دفاعی تنصیبات پر حملہ کیا جس سے ایک شہری ہلاک اور کئی زخمی ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہند سماچار ۹۹-۲-۱۱ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے عراق پر تازہ امریکی حملوں کی روس کی جانب سے مذمت۔ عراق کے مسئلہ پر پانچ بڑی طاقتوں میں پہلے کی طرح اتفاق نہیں رہا فرانس روس اور چین نے اب نرم رویہ اختیار کیا ہے۔

جہاں تک عراقی عوام کا سوال ہے وہ ۹ سال سے مسلسل ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کرتے چلے آرہے ہیں اور اب تک اپنے صدر صدام حسین کی آواز پر لبیک کہتے چلے آرہے ہیں اگرچہ باہر سے پوری کوشش کی جارہی ہے کہ ملک کے اندر بغاوت ہو اور صدام حسین کا تختہ الٹ دیا جائے یہی امریکہ اور برطانیہ کی خواہش اور پلان ہے بلکہ سعودی عرب اور دیگر چند ممالک بھی یہی چاہتے ہیں لیکن وہ تب تک اس سکیم میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے جب تک کہ وہ عراقی عوام کے دل جیت نہ لیں اعراق کے ساتھ منصفانہ سلوک نہ کریں بلکہ تمام پابندیاں بھی اُٹھائیں اور پھر جب بھی وہاں صدر کا انتخاب ہوگا تو عوام اُس وقت اپنی ضمیر کو آزاد سمجھ کر آزادی کے ساتھ اپنا ووٹ جس کو چاہیں دے سکتے ہیں لیکن موجودہ صورت حال میں امریکہ اور برطانیہ اپنی ان چالوں میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

ہاں اگر وہ حقیقت میں عراقی عوام کی ہمدردی رکھتے ہیں تو فی الفور پابندیاں ختم کردینی چاہئیں اور پھر بے شک اقوام متحدہ کی معائنہ کاروں کی ٹیم وہاں تعینات کریں اور وہ عراق پر کڑی نگاہ رکھے کہ وہ ایسے مہلک ہتھیار تیار نہ کرے جو بنی نوع انسان کے لئے باعث ہلاکت ہوں۔

بی بی سی کی ایک خبر 14.2.99 کے مطابق عراقی صدر اور پارلیمنٹ کے بیان کے مطابق کویت اور سعودی عرب کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ برطانیہ اور امریکہ کے طیاروں کو اپنے اڈوں سے اڑانیں بھرنے کیلئے خبردار رہیں عراق کی حکومت اسے برداشت نہ کرے گی جوابی کارروائی کی جائے گی۔

ہندوستان کے صوبہ اڑیسہ میں ایک عیسائی خاندان کے تین افراد کا قتل اڑیسہ کے چیف منسٹر مستعفی نئے چیف منسٹر کا تقرر

۹۹-۲-۲۴ کو ضلع باری پدا کے ایک دیہات میں آسٹریلیا کے ایک عیسائی مشنری و پادری اور اُس کے دو کمسن بچوں کو زندہ جلا دیا گیا اخبار کے مطابق دین کو آگ لگانے سے قبل بجرنگ دل کے حق میں نعرے بازی گاؤں کی عورتوں کا بیان۔ ایکشن سے پہلے وہسل بجائی گئی (سندھیا)

قوم نے شدید مذمت کی وحشیانہ ہتھیا۔ دُنیا کے سیاہ کاموں میں ایک (راشٹر پتی) حملہ اُس وقت کیا گیا جب مشنری اور اُن کے بچے جیپ میں سو رہے تھے۔ پٹرول چھڑک کر جیپ کو آگ لگادی گئی۔

اس سلسلہ میں اڑیسہ حکومت کو مرکز نے آڑے ہاتھوں لیا یہاں تک کہ مسز سونیا گاندھی نے وہاں کے چیف منسٹر صاحب کو دہلی بلایا اور وہاں کے حالات پر گفتگو کی جب جانکی بلب پٹنائیک واپس اڑیسہ پہنچے تو اخلاقی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے مستعفی ہوگئے اور گردھر گومنگ کو نیا چیف منسٹر مقرر کیا گیا اور ہندوستان میں اس وقت مذہب تبدیل کرنے کے سلسلہ میں کافی گہما گہمی چل رہی ہے لیکن مذہب خواہ مخواہ یوں تبدیل نہیں کیا جاتا ہے جب تک انسان کو اطمینان اور سکون قلب حاصل نہ ہو تب تک کوئی بھی مذہب پرست اپنے مذہب سے ہٹ نہیں سکتا ہے۔ اگر لالچ میں کوئی ایسا کر بھی لے تو وہ کسی بھی وقت اپنے مذہب میں پھر لوٹ آئے گا۔

نئے سال کی ابتدا کیسے ہوئی

نئے سال میں اب تک پڑوسی دیش پاکستان میں صرف پنجاب صوبے میں کم از کم پچاس شیعہ مسلمانوں کا قتل عام باری باری کیا گیا۔ سندھ اور دیگر صوبوں کے واقعات اس کے علاوہ ہیں۔ افغانستان میں طالبان اور مسعود کمانڈر کے مابین اپنے ہی ملک کے اندر خونریز جنگ جاری ہے اور آئے دن متعدد قیمتی جانیں موت کے گھاٹ اُتار دی جاتی ہیں جس میں متصادم گروہوں کے علاوہ عام لوگ بھی شامل ہیں ہندوستان میں بھی صوبہ گجرات بہار اور منی پور اور دیگر صوبوں میں نئے سال میں متعدد معصوم افراد موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے ہیں۔

سیرالیون کے فری ٹاؤن شہر میں ہلاکتیں

افریقہ کے سیرالیون کے فری ٹاؤن شہر میں متعدد اموات ہوئیں اور لوٹ مار کی گئی جس کی وجہ سے ہزاروں جانوں کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے باغی برسرپیکار ہیں امداد کی اپیل کی گئی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر جماعت احمدیہ کے سربراہ امام وقت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بین الاقوامی جماعت احمدیہ کو خطبہ جمعہ میں مغربی افریقہ سیرالیون کے ابتر حالات کے پیش نظر مخاطب ہوکر فرمایا کہ جماعت کے افراد کو چاہئے کہ وہ جسقدر ہوسکے ان کی مالی مدد کریں۔

صوبہ بہار کے جہان آباد میں دلت جاتی کے بے گناہ ہندوؤں کا قتل عام۔ راشٹر پتی راج نافذ

بڑے دُکھ کی بات ہے کہ صوبہ بہار میں جہان آباد میں پچھلے ماہ ۲۵ جنوری کو ۲۲ دلت جاتی کے ہندوؤں کا قتل عام کیا گیا ہے اور پھر ۹۹-۲-۱۱ کو مزید اسی جگہ ۱۱۔ افراد کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا تمام پارٹیوں اور تنظیموں نے اس واقعہ کی مذمت تو کی ہے لیکن کیا کسی کی مذمت کرنے سے اور بیان دینے سے وہ قیمتی جانیں واپس لوٹ آئیں گی۔ یا لواحقین کو ان بیانات سے کوئی فائدہ ہوگا ایسے واقعات سالہا سال سے ہو رہے ہیں اور اب تک اسطرح کتنی اموات بہار میں ہوئی ہیں اخبار ہند سماچار 15.2.99 کی اشاعت میں من موہن شرما کا مضمون بہار میں خون خرابہ کب تک جاری رہے گا کے عنوان سے سال بہ سال تفصیل دی ہے چونکہ مختلف اوقات میں مختلف حکومتیں وہاں برسر اقتدار تھیں کسی ایک کو دوشی ٹھہرایا نہیں جاسکتا ہے ہر حکومت کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ ہندوستان کے ہر شہری کے مال و جان کی حفاظت کرے بلکہ ایسے قوانین بنائے جائیں جس سے مجرم کو کیفر کردار تک ایسی بہیمانہ حرکتیں کرنے پر پہنچایا جائے چونکہ وہاں رابڑی دیوی کی حکومت تھی موجودہ حالات کے پیش نظر صدر نے وہاں راشٹر پتی راج لاگو کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اسطرح سے وہاں کی اسمبلی کو برخاست کردیا گیا ہے افسوس اس بات کا ہے کہ راشٹر پتی راج نافذ کرتے ہی مزید ۴ افراد کو قتل کردیا گیا ہے۔ آخر ان ہلاکتوں کے پیچھے کیا عوامل کار فرما ہیں۔

فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح ہونے ضروری ہیں

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح ہونے ضروری ہیں (صاحب ایمان) کیلئے حکم ہے کہ وہ اپنے اخلاق کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے اندر ایک چمک اور جذب نہ ہو۔ اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے۔ اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجہ کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ (ملفوظات جلد اوّل صـ۱۳۸)

اجتماع منعقد کرنے والی لجنات

امسال بھارت کی درج ذیل لجنات نے مقامی اجتماع منعقد کیا ہے:

۱- قادیان	۱۹-پنکال	۳۷-ایراپورم
۲- دہلی	۲۰-بھدرک	۳۸-الانلور
۳- حیدر آباد	۲۱-کوسمبی	۳۹-منجیشور
۴- سکندر آباد	۲۲-گوہالپور	۴۰-کوڈیا تھور
۵- چنتہ کنٹہ	۲۳-سرلونیا گاؤں	۴۱-تیرور
۶- ظہیر آباد	۲۴-کیندرہ پاڑہ	۴۲-کاواشری
۷- یادگیر	۲۵-بلدی پدا	۴۳-کنور ٹاؤن
۸- میلاپالم	۲۶-تالبر کوٹ	۴۴-بھونیشور
۹- کوڈالی	۲۷-او-ایم-پی کٹک	۴۵-کرڈاپلی
۱۰- چیلاکرا	۲۸-جمشید پور	۴۶-محی الدین پور
۱۱- مورپاکی	۲۹-موسیٰ بنی مائنز	۴۷-او-ایم-پی بھونیشور
۱۲- کرولائی	۳۰-مونگھیر	۴۸-ارکھ پٹنہ
۱۳- وانیم بلم	۳۱-خانپور ملکی	۴۹-کوارتی
۱۴- منار گھاٹ	۳۲-بلاری	۵۰-کوچین
۱۵- کنڈلائی	۳۳-کانپور	۵۱-پنگاڈی
۱۶- جکترہ	۳۴-امروہہ	۵۲-کال کولم
۱۷- کٹک	۳۵-بھدرواہ	
۱۸- کیرنگ	۳۶-کروناگاپلی	

(صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)

ولادت

مکرم مولوی طاہر احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ ہریانہ کو مورخہ 8.11.98 کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم نذیر احمد صاحب بھٹی آف جماعت چارکوٹ کا پوتا اور مکرم محمد حق صاحب جماعت احمدیہ کالابن کا نواسہ ہے۔ نومولود تحریک ''وقف نو'' کے تحت وقف ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت و تندرستی والی لمبی عمر دے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ (منیر احمد خادم)

☆۔ مکرم شمشیر خان صاحب جماعت احمدیہ لون کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 8.11.98 کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے بچہ کی صحت و سلامتی درازی عمر کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(طاہر احمد طارق مبلغ سلسلہ کرنال ہریانہ)

جمیعۃ العلماء ہند اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر مولانا اسعد مدنی کی ذلت و رسوائی

الہام۔ اِنِّي مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ۔ ﴿حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور نشان﴾

از.......... مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ بنگلور

قارئین بدر بخوبی جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں آج کل مولانا اسعد مدنی کافی پیش پیش ہیں۔ ہندوستان کے مختلف مقامات پر نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کے جہاں اجلاسات منعقد کئے جاتے ہیں وہاں پر ان کو خصوصیت سے مدعو کیا جاتا ہے۔ گذشتہ کئی سالوں سے مجلس تحفظ ختم نبوت کرناٹک ان کو آقا مان کر اپنے ہر اجلاس میں شامل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور یہ اپنی سستی شہرت کیلئے بذریعہ طیارہ چند ماہ کے بعد بنگلور آتے ہیں۔ آنے کا اوّل مقصد اُن کا جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹا اور ظالمانہ پروپیگنڈہ ہوتا ہے۔ دوسرا مقصد اُن کا مدارس اور دیگر اسلامی اداروں کا افتتاح اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا ہوتا ہے بنگلور شہر اور کرناٹک کے دوسرے شہروں میں ان کو علماء اور عوام نے اپنا مسیحا تسلیم کیا ہوا ہے کیونکہ جہاں پر ان کو مذہبی راہنما کہلانے کا شوق ہے وہاں پر سیاسی بھوت بھی سوار ہے۔ اس لئے مذہبی لبادہ اوڑھ کر اپنی سیاسی چال چلنے میں بھی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جب سے اسعد مدنی صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف ہندوستان میں اپنی مہم کو تیز کیا ہے۔ اُس وقت سے کچھ زیادہ ہی بلند پروازیں اُڑ رہے ہیں۔ اسی لئے دہلی سے بنگلور کی اُڑان آئے دن اُڑتے رہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اب یہ پروازیں کم ہو جائیں گی۔ مورخہ 99-2-7 کو جمیعت العلماء ہند کے زیر اہتمام بنگلور کے "چھوٹے میدان" میں ایک جلسہ رکھا گیا یہ وہی مقام ہے جہاں پر آج سے پانچ سال قبل 1994 میں مجلس تحفظ ختم نبوت دیوبند نے سہ روزہ "رد قادیانیت" کیمپ منعقد کرکے جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت جھوٹا اور ظالمانہ پروپیگنڈہ شروع کیا تھا۔ مذکورہ جلسہ کو جلسہ عام کا نام دیکر مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اسلام دشمن سرگرمیوں (یا طاقتوں) سے ہوشیار رہنے کیلئے مسلمانوں کو مدعو کیا تھا۔ جس میں مسلم سیاسی لیڈر اور رکن پارلیمان بھی شامل تھے۔ مولانا اسعد مدنی نے اپنے خطاب میں جہاں دیگر مسائل کو بیان کیا وہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت ذات اور آپ کے دعویٰ پر اور جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ہی ظالمانہ اور بے بنیاد حملے کیلئے۔ خاکسار خود اس جلسہ میں شامل تھا۔ خاص کر اس نے اپنی نازیبہ حرکت کے مطابق عوام کے اندر یہ اعتاد پیدا کرنے کی کوشش کی کہ مرزا صاحب نے نہ صرف عام جھوٹ بولے ہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے بارہ میں بھی جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اور مرزا صاحب کی تمام پیشگوئیاں جھوٹی تھیں۔ اسعد مدنی نے فرعونی اور ابوجہلی عادت کے مطابق اس اجلاس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف حملے کئے۔ عوام کو خوش کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کو بھی خوش کرنے کیلئے موصوف نے آخر میں اپنی سیاسی چال چلتے ہوئے پاکستانی حکومت کو نشانہ ملامت بنایا اور کہا کہ پاکستان دہشت گرد تیار کر کے ہندوستان میں اسلامی مدارس کو سپلائی کرتا ہے اور وہ دہشت گرد آکر ہندوستانی مدارس میں تربیت دیتے ہیں اور دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ قارئین کرام! مولانا اسعد مدنی کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے بنگلور کی سرزمین میں اُس کے رفقاء کے ہی ہاتھوں ذلیل کرنا تھا۔ اُس کے اس بیان پر علماء اور آئمہ مساجد نے دوسرے دن فوری طور پر اجلاس منعقد کیا اور مولانا کے بیانات کو سوفی صد جھوٹا اور بے بنیاد قرار دیا۔ اور اس کی مذمت اور تردید کی اور اسعد مدنی کے اس بیان پر ہر روز اخبارات میں مذمت ہو رہی ہے یہ صرف اور صرف صداقت احمدیت کا منہ بولتا ثبوت ہے

مولانا اسعد مدنی کا مدارس اسلامیہ پر بے بنیاد الزام

علماء و ائمہ مساجد کی طرف سے اس کی شدید مذمت و تردید

جمیعت علماء ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی نے بروز اتوار ۷/ فروری ۱۹۹۹ء بمقام چھوٹا میدان شیواجی نگر بنگلور اپنی تقریر کے دوران کہا ہے کہ پاکستان سی آئی اے ایجنٹ کے ذریعہ ہندوستان کے عربی مدارس میں دہشت گردی کو فروغ دینے کی سازش کر رہا ہے اور پاکستانی ایجنٹ مساجد و مدارس کو نشانہ بنا رہے ہیں ہم مدرسوں کے نام پر دہشت گردی چلنے نہیں دیں گے۔ مولانا کے اس غیر ذمہ دارانہ اور خلاف واقعہ بیان پر علماء و ائمہ مساجد کا ایک اجلاس ہوا جس میں حضرات علماء و ائمہ نے مولانا اسعد مدنی کے اس بیان کو کھلا جھوٹ اور مدارس اسلامیہ و مساجد مقدسہ کو بدنام کرنے کی ایک کوشش قرار دیتے ہوئے اس پر نہایت درجہ افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ مدارس اسلامیہ ہمیشہ سے ملک و ملت کی فلاح و بہبودی اور مخلوق کیلئے امن و سلامتی کا پیغام دیتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں تواضع و انکساری محبت و راستبازی اور پیار و آشتی کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ بھلا ان مدارس کو دہشت گردی اور دہشت گردوں سے کیا تعلق؟ نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہو گا کہ مدارس اسلامیہ اور مساجد دہشت گردی کا اڈہ ہوں۔ لہٰذا مولانا اسعد مدنی کا یہ بیان واقعہ کے خلاف اور بے بنیاد اور نہایت درجہ غیر ذمہ دارانہ ہے اور سوفی صد جھوٹ پر مبنی ہے علماء کا یہ اجلاس مولانا اسعد مدنی کے اس بیان کی پرزور تردید کرتا ہے اور اس پر اپنے رنج و صدمہ کا اور غیض و غصہ کا بھی اظہار کرتا ہے نیز مولانا سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ چند روزہ دنیوی مفادات کیلئے اس طرح کی بے بنیاد غلط بیانی سے پرہیز کریں۔

دستخط کنندگان:۔ حضرت امیر شریعت مولانا اشرف علی صاحب مہتمم دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور، حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان، مہتمم مدرسہ مسیح العلوم بیدواڑی۔ حضرت مولانا نور احمد بیگ صاحب، چیئرمین الماس ایجوکیشنل ٹرسٹ بنگلور۔ حضرت مولانا ریاض الرحمٰن صاحب، مہتمم جامع العلوم جامع مسجد بنگلور، مولانا اکبر شریف ندوی صاحب، مدرس مدرسہ شاہ ولی اللہ بنگلور۔ مولانا کلیم اللہ صاحب، مہتمم مدرسہ معہد ترتیل القرآن، حضرت مولانا سید مصطفیٰ رفاعی ندوی زونل سیکریٹری آل انڈیا ملی کونسل کرناٹک۔ حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب رشادی ناظم مدرسہ عربیہ رفاقت العلوم نیلسندرا بنگلور۔ حافظ محمد الیاس صاحب، خادم مدرسہ عربیہ مسیح العلوم بیدواڑی، بنگلور۔ مولانا شمس الدین صاحب مدرسہ عربیہ شاہ ولی اللہ بنگلور۔ مولانا زبیر عبدالرحمٰن، امام و خطیب مسجد امام الحسنین اندرانگر۔ مولانا صغیر احمد شریف مدرس، مدرسہ عربیہ مسیح العلوم بیدواڑی۔ مولانا سید عنایت اللہ خازن مدرسہ شفاء العلوم کرین پالیہ بنگلور۔ مولانا منیر احمد صاحب مدرسہ عربیہ شاہ ولی اللہ۔ مولانا نصیر احمد رشادی، ناظم جامعہ غیث الھدیٰ شکاری پالیہ بنگلور۔ مولانا محمد اسلم رشادی مہتمم جامعہ غیث الھدیٰ شکاری پالیہ، مولانا شاہ میر عمری صاحب مدرس، مدرسہ کاشف العلوم، مولانا محمد خلیق الرحمٰن رشادی، سابق مدرس حسینیہ شولاپور، محمد ممتاز علی رشادی امام و خطیب مسجد قاضی محلہ بنگلور۔ مولانا محمد انور علی دہلوی۔ مولانا محمد ذکریا صاحب مدرس مدرسہ شاہ ولی اللہ۔ مولانا محمد نظام الدین قاسمی صدر المدرس مدرسہ سراج العلوم گنٹور (آندھرا پردیش) مولانا مفتی رفیق احمد صاحب مدرس مدرسہ مسیح العلوم۔ حافظ شرف الدین صاحب مدرس مدرسہ مسیح العلوم۔

(روزنامہ سالار بنگلور۔ 99-2-9)

جن علماء نے اس قرارداد پر دستخط کئے ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جو جماعت احمدیہ کے خلاف ہونے والے اجلاسات میں اسعد مدنی کے دایاں بازو کہلاتے رہے۔ رمضان کے بعد سے علماء کی ذلت اور رسوائی کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔ قارئین کی اطلاع کیلئے عرض کردوں کہ ان علماء نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کیلئے گذشتہ کئی سالوں سے بنگلور کو اپنا دار الخلافہ بنایا ہوا ہے۔ اُمید ہے اللہ تعالیٰ ان کی ذلت اور رسوائی کے سامان بھی یہاں سے پیدا کرے گا۔ پس ہم سب کو شر اور فتنہ پرور معاند احمدیت مولویوں کیلئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیقًا۔

کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے

☆☆☆

مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مجلس عاملہ انصار اللہ بھارت کی سال 99ء کے لئے منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

۱۔ نائب صدر اوّل	مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب
۲۔ نائب صدر صف دوم	مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم
۳۔ قائد عمومی	مکرم مولوی فیض احمد صاحب
۴۔ قائد تجنید	مکرم مولوی سید نصیر الدین صاحب
۵۔ قائد تعلیم	مکرم دلاور خان صاحب
۶۔ قائد تربیت	مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل
۷۔ قائد تبلیغ	مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ناصر
۸۔ قائد مال	مکرم مولوی جاوید اقبال اختر صاحب
۹۔ قائد تحریک جدید	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر
۱۰۔ قائد وقف جدید	مکرم یونس احمد صاحب
۱۱۔ قائد ایثار	مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر
۱۲۔ قائد صحت جسمانی	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب اختر
۱۳۔ قائد اشاعت	مکرم سید تنویر احمد صاحب
۱۴۔ آڈیٹر	مکرم چوہدری منصور احمد صاحب چیمہ
۱۵۔ زعیم اعلیٰ قادیان	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر

مولانا اسعد مدنی کا قابل اعتراض بیان

کیا ہمارے دینی مدارس کا کردار مشتبہ اور مشکوک ہے؟

ایک سیاسی مبصر کے قلم سے

بنگلور۔ مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیت العلماء ہند و سابق رکن پارلیمان نے بروز اتوار بتاریخ ۷ر فروری شہر بنگلور کے چھوٹے میدان میں ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے بڑی ولولہ انگیز تقریر کی۔ ابتداء میں تو مولانا نے موجودہ مسلمانوں کی روزانہ زندگی پر سیر حاصل تبصرہ کیا اور بڑے ہی اچھے انداز میں انہیں یہ غیرت دلائی کہ ان کی زندگیاں ان کا رہن سہن ان کے آداب زندگی ان کی معیشت اور ان کی تعلیم اسلامی احکام واقتدار سے اتنی دور ہو گئی ہے کہ آج کسی مسلمان کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طرز پر زندگی گذار رہا ہے۔ ہماری اسلام سے دوری خود ہماری تباہی کا باعث ہے اور آج دنیا میں ہم محض ذلیل وخوار اس وجہ سے ہیں کہ ہم قرآن اور سنت کو ترک کر چکے ہیں۔ اس موضوع پر مولانا نے تقریباً پونا گھنٹہ تقریر کی مگر ۹ بجے سے سوا نو بجے تک جو ان کی تقریر کا آخری حصہ تھا وہ سیاست کی نذر ہو گیا اور اس دوران مولانا کی زبان سے کچھ ایسی شعلہ باریاں ہوئیں کہ سننے والے حضرات دم بخود ہو گئے کہ آخر ایک انتہائی ذمہ دار شخص نے یہ کیا کہہ دیا مولانا اسعد مدنی نے پہلے تو پاکستانی قیادت پر تقسیم ہند کا الزام لگایا اور اس کے بعد بانگ دہل یہ کہا کہ ہندوستان کے دینی مدارس کو پاکستانی ایجنٹ اپنی دہشت گردی کو فروغ دینے کیلئے استعمال کر رہے ہیں اور ہندوستان کے دینی مدارس پاکستان کی اس ناپاک سازش کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہندوستانی مسجدون کے تعلق سے انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ صرف دینی مدارس کے بارے میں کہا ہے۔ اب ہم مولانا کے اس بیان کا تجزیہ کرتے ہیں۔ ایک بات تو بالکل صاف ہے کہ جمعیت العلماء ہند کا قبل آزادی ہند یہ سیاسی موقف تھا کہ ہندوستان کی تقسیم کسی صورت نہیں ہونی چاہئے چنانچہ اس سلسلہ میں جمعیت اور مسلم لیگ کی ہمیشہ کشاکش جاری رہی۔ بعد آزادی ہند جمعیت کا یہ سیاسی موقف رہا ہے کہ ہندوستان کی تقسیم بالکل غلط ہوئی اور آج مسلمانوں کی تعلیمی ثقافتی اور معاشی بدحالی کا ذمہ دار صرف پاکستان ہے۔ اس سیاسی موقف کے پس منظر میں مولانا مدنی کی تقریر کا جائزہ لیں تو یہ سمجھ میں آجاتا ہے کہ مولانا نے کوئی نئی بات نہیں کہی بلکہ جمعیت کے موقف کو پھر ایک مرتبہ جلسہ عام میں دہرا دیا۔ لیکن جو بات سننے والوں کے دلوں میں کھٹکی اور انہیں انتہائی قابل اعتراض بلکہ قابل مذمت معلوم ہوئی وہ یہ کہ مولانا نے ہمارے دینی مدارس کو پاکستانی سازشوں کا اڈہ قرار دیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا مولانا نے اپنی کوئی خاص خفیہ ایجنسی رکھی ہے جس کی وساطت سے یہ معلومات حاصل کی ہیں؟ یا پھر حکومت وقت کو خوش کرنے کیلئے ایسے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ الزام تو مولانا نے ایسا لگایا ہے کہ ہماری سی آئی ڈی'' خفیہ پولیس اور شری اڈوانی کے حواری سب خوش ہو جائیں گے کہ دیکھو ہم جو کہتے تھے وہی بات سچ نکل آئی اور خود مسلمانوں کے ایک معتبر اور مشہور لیڈر نے اس الزام کی صداقت کا اعتراف کیا۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ دینی مدارس میں اپنے بچوں کو محض اس لئے بھیجتے ہیں کہ ان کا دین اور ایمان درست ہو جائے اور ان کی آخرت سنور جائے۔ ان کے والدین کے پاس نہ تو اتنا پیسہ ہے اور نہ اتنے وسائل کہ وہ عصری تعلیم کا مالی بوجھ برداشت کر سکیں۔ لڑکے اگر بغیر پڑھے لکھے رہ جاتے ہیں تو وہ نہ تو گھر بار کے رہیں گے نہ ملک وطن کے اور نہ آخرت کے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دینی مدارس میں پڑھنے والے بچے زیادہ تر غریبوں کے ہوتے ہیں۔ دینی مدارس کے مدرسین اور مہتمم حضرات ان بچوں کو بس اس لائق بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم صحیح پڑھیں اور نماز روزہ۔ حج و زکوٰۃ کے مسئلوں سے واقف ہو جائیں۔ یہ اساتذہ نہ تو ملک کی سیاست میں حصہ لینے اور نہ بچوں کو اس کی ترغیب دلاتے ہیں۔ سادے سیدھے لوگ ہیں جو بندوق چلانا تو کیا تلوار اٹھانا بھی نہیں جانتے۔ ایسے لوگ دہشت گردی کی کیا ٹریننگ دے سکتے ہیں اور پھر ہندوستان کے کون ماں باپ ایسے ہوں گے جو اپنے بچوں کو ایک پرائے ملک کے پروپیگنڈہ کی خاطر ان کا خون بہا دینے کیلئے تیار ہوں گے؟

مولانا اسعد مدنی دراصل عالمی دہشت گردی کا صحیح تجزیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ انہیں یہ نہیں معلوم کہ دنیا میں سب سے پہلے جس نے دہشت گردی پھیلائی وہ اسرائیل ہے جس نے اپنے مطالبہ فلسطین کی خاطر اس مہم کا آغاز کیا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ ہر ملک میں چاہے وہ افریقہ ہو' بوسنیا ہو' یوگوسلاویہ ہو' چیچنیا ہو یا پھر اسکاٹ لینڈ وغیرہ ہر جگہ یہی دہشت گردی کے مظاہرے سیاسی مطالبات منوانے کیلئے ہوتے رہے۔ امریکہ نے پاکستان کو اپنا آلہ کار بنا کر اس دہشت گردی سے روس کے خلاف افغانستان میں فائدہ اٹھایا۔ لیکن جب افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہو گئی تو امریکہ کی پالیسی کو ایک بہت بڑا دھکا لگا اور اس نے اور برطانیہ نے پاکستانی مدارس دینیہ کو اپنی اطلاعات اور ٹی وی میں نشانہ ملامت بنایا کہ پاکستان کے دینی مدارس دہشت گردوں کو ٹریننگ دے رہے ہیں اور اپنے دہشت گردوں کو طالبان کی مدد کیلئے افغانستان بھیج رہے ہیں۔ اس پروپیگنڈہ کو ہندوستان نے اسرائیلیوں کی چال بازی کا شکار ہو کر اپنے لئے بھی استعمال کیا اور گذشتہ چھ سال میں خاص طور پر نرسمہاراؤ کی وزارت عظمیٰ کے دور سے لیکر آج تک اس حربے کو برابر استعمال کر رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلماء اور دیگر مدارس عربیہ جس میں خود دار العلوم دیوبند بھی شامل ہے ان پر حکومت ہند کی خفیہ پولیس نے کئی ایک چھاپے مارے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خفیہ پولیس کے ان چھاپوں کی وجہ سے کیا یہ دونوں بڑے دار العلوم مشکوک و مشتبہ بن گئے ہیں؟ ہندوستان کے سارے مسلمانوں نے حکومت کے بے بنیاد اور ناپاک اقدامات کی مذمت کی اور صحیح طور پر کی۔ واقعات کے اس پسمنظر میں مولانا اسعد مدنی سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ اس نازک دور میں ایک ایسا بیان دوران تقریر دیں گے جس سے ہندوستان کے تمام مدارس حکومت وقت کی نگاہ میں مشتبہ اور مشکوک ہو جائیں گے۔ یہ دین کی کوئی خدمت نہیں ہوئی بلکہ ہندوستان میں دینی مدارس سے فروغ پانے والے اسلام و ایمان کے راستوں کو بند کرنا ہوا۔ مولانا اسعد مدنی اگر کسی خاص علاقے کے مدارس دینیہ کا نام لیتے تو الگ بات تھی لیکن انہوں نے تو ہندوستان کے تمام دینی مدارس کو اپنے بیان میں گھسیٹ لیا جو سخت قابل اعتراض بات ہے۔ جمعیت العلماء ہند کی مجلس عاملہ کو چاہئے کو مولانا اسعد مدنی کی اس تقریر کا بھرپور جائزہ لے اور ملت اسلامیہ ہند کے سامنے ملک کے دینی مدارس کے بارے میں اپنے موقف کو بالکل واضح کرے۔ مولانا کی ۷ر فروری والی تقریر نے شہر بنگلور کے مسلمانوں میں عام طور پر اور مدارس دینیہ کے ارباب اقتدار میں خاص طور پر ایک بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی ہے مناسب ہے کہ مولانا مدنی خود اور ان کی مجلس بھی اپنے موقف کو واضح کر دے۔ اور اسی ضمن میں جمعیت العلماء ہند کی شاخ ریاست کرناٹک بنگلور کو بھی چاہئے کہ وہ اپنا وضاحتی بیان شائع کرے۔ (روزنامہ سالار بنگلور۔ ۹۹۔ ۲۔ ۹)

مولانا اسعد مدنی کا بیان افسوسناک

بنگلور ۹ر فروری (راست) انڈین نیشنل لیگ کرناٹک کے جنرل سیکرٹری شیخ بہادر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ بنگلور کے چھوٹے میدان میں اتوار کی رات کو جمعیت علماء ہند کے امیر مولانا اسعد مدنی کی اختلافی تقریر سے مسلمانوں میں بے چینی اور ناراضگی پیدا ہو گئی ہے۔ عالمی شہرت یافتہ عالم اور ملک کے حالات سے عبور رکھنے والی شخصیت نے اپنی تقریر میں عربی مدارس کو مشکوک بنا دینے والا بیان دے کر فرقہ پرستوں کی ہاں میں ہاں ملانے کی کوشش کی ہے۔ ایک طرف ان کے بیان سے تعجب بھی ہوا دوسری طرف ملت اسلامیہ کو ٹھیس بھی پہنچی ہے۔ مولانا خود جانتے ہیں کہ ان کی سرپرستی میں کئی مدارس چل رہے ہیں۔ مولانا کو چاہئے کہ وہ اس بات کی وضاحت کریں کہ عربی مدارس میں دہشت گردی کی تعلیم کیسے دی جاتی ہے۔ اور کہاں دی جا رہی ہے۔

(روزنامہ پاسبان بنگلور ۹۹۔ ۲۔ ۹)

سالگرہ پارٹی

کلکتہ سے مکرم منیر احمد صاحب بانی نے سالگرہ پارٹیوں کے متعلق سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھیجا ہے جسے ہم ذیل میں موصوف کے شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں:۔

☆۔ سالگرہ پارٹی کے متعلق پوچھا گیا تو حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک فضول اور بیکار رسم ہے جس سے قرآن مجید نے منع فرمایا ہے۔ ہر احمدی کو دوسرے لوگوں کی نقل کرنے کی بجائے آنحضرت ﷺ کے افعال اور سنت کی پیروی کرنی چاہئے نہ آپؐ نے، نہ آپؐ کے صحابہ نے، نہ آپؐ کے خلفاء میں سے کسی نے اور نہ کسی اور نبی نے یوم پیدائش منایا۔ حضرت مصلح موعودؓ اس کے بہت خلاف تھے۔ ایسی بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔

☆۔ اس سوال پر کہ کیا کسی وفات یافتہ کیلئے کسی خاص دن نوافل پڑھنے جائز ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ نوافل تو ہر روز ہی پڑھنے جائز ہیں۔ سوال صرف خاص دن کا رہ جاتا ہے۔ تو برتھڈے پارٹی منانے کے بجائے اس دن خاص نوافل پڑھ لیا کریں۔

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

مولانا اسعد مدنی کا مدارس اسلامیہ پر بے بنیاد الزام

اور علماء وائمہ مساجد کی طرف سے اس کی شدید مذمت و تردید

بنگلور۔ ۸ فروری (جمعیت علمائے ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی نے بروز اتوار ۷ر فروری ۱۹۹۹ء بمقام چھوٹا میدان شیواجی نگر بنگلور اپنی تقریر کے دوران کہا ہے کہ پاکستان سی آئی اے کے ایجنٹ کے ذریعہ ہندوستان کے عربی مدارس میں دہشت گردی کو فروغ دینے کی سازش کر رہا ہے۔ اور پاکستانی ایجنٹ مساجد و مدارس کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ ہم مدرسوں کے نام پر دہشت گردی کو چلنے نہیں دیں گے' مولانا کے اس غیر ذمہ دارانہ اور خلاف واقعہ بیان پر علماء وائمہ مساجد کا ایک اجلاس ہوا جس میں حضرات علماء وائمہ نے مولانا اسعد مدنی کے اس بیان کو کھلا جھوٹ اور مدارس اسلامیہ و مساجد مقدسہ کو بدنام کرنے کی ایک کوشش قرار دیتے ہوئے اس پر نہایت درجہ افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ مدارس اسلامیہ ہمیشہ سے ملک و ملت کی فلاح و بہبودی اور مخلوق کیلئے امن و سلامتی کا پیغام دیتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں تواضع وانکساری' محبت وراست بازی اور پیار و آشتی کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ بھلا ان مدارس کو دہشت گردی اور دہشت گردوں سے کیا تعلق؟ نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہو گا کہ مدارس اسلامیہ اور مساجد دہشت گردی کا اڈہ ہوں۔ لہٰذا مولانا اسعد مدنی کا یہ بیان واقعہ کے خلاف اور بے بنیاد اور نہایت درجہ غیر ذمہ دارانہ ہے اور سو فی صد جھوٹ پر مبنی ہے۔ علماء کا یہ اجلاس مولانا اسعد مدنی کے اس بیان کی پرزور تردید کرتا ہے اور اس پر اپنے رنج و صدمہ کا اور غیض و غصہ کا بھی اظہار کرتا ہے۔ نیز مولانا سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ چند روزہ دنیوی مفادات کیلئے اس طرح کی بے بنیاد غلط بیانی سے پرہیز کریں۔

(روزنامہ پاسبان بنگلور ۹۹۔۲۔۹)

دستخط کنندگان:

حضرت امیر شریعت مولانا اشرف علی صاحب مہتمم دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور۔ حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان مہتمم مدرسہ مسیح العلوم بیدواڑی حضرت مولانا نور احمد بیگ صاحب چیرمین الماس ایجوکیشنل ٹرسٹ بنگلور۔ حضرت مولانا ریاض الرحمٰن صاحب مہتمم جامع العلوم جامع مسجد بنگلور۔ مولانا اکبر شریف ندوی صاحب مدرس مدرسہ شاہ ولی اللہ بنگلور۔ حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب مہتمم مدرسہ معہد ترتیل القرآن حضرت مولانا سید مصطفیٰ رفائی ندوی زونل سیکرٹری آل انڈیا ملی کونسل کرناٹک حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب رشادی ناظم مدرسہ عربیہ رفاقت العلوم نیلسندرا بنگلور۔ حافظ محمد الیاس صاحب خادم مدرسہ عربیہ مسیح العلوم بیدواڑی بنگلور۔ مولانا شمس الدین صاحب مدرسہ عربیہ شاہ ولی اللہ بنگلور۔ مولانا زبیر عبد الرحمٰن امام و خطیب مسجد امام الحسنین اندرانگر مولانا صغیر احمد شریف مدرس مدرسہ عربیہ مسیح العلوم بیدواڑی مولانا سید عنایت اللہ خازن مدرسہ شفاء العلوم کرین پالیہ۔ بنگلور مولانا منیر احمد صاحب مدرسہ عربیہ شاہ ولی اللہ مولانا نصیر احمد رشادی ناظم جامعہ غیث الہدیٰ شکاری پالیہ مولانا شاہ میر عمری صاحب مدرس مدرسہ کاشف العلوم مولانا محمد خلیق الرحمٰن رشادی سابق مدرس حسینیہ شولاپور مولانا محمد ممتاز علی رشادی امام و خطیب مسجد قاضی محلہ بنگلور۔ مولانا محمد انور علی دھلوی مولانا محمد زکریا صاحب مدرس مدرسہ شاہ ولی اللہ مولانا محمد نظام الدین قاسمی صدر المدرس مدرسہ سراج العلوم گنٹور مولانا مفتی رفیق احمد صاحب مدرس مدرسہ مسیح العلوم حافظ شرف الدین صاحب مدرسہ مسیح العلوم۔ (محمد شعیب اللہ مفتاحی مہتمم مدرسہ مسیح العلوم بنگلور)

(روزنامہ پاسبان بنگلور 9.2.99)

جامع مسجد سٹی کے ٹرسٹیوں کا اظہار افسوس مولانا اسعد مدنی پر

الحاج جناب عتیق احمد صاحب معتمد سٹی جامع مسجد ٹرسٹ بنگلور نے حسب ذیل اطلاع بغرض اشاعت دفتر سالار کو بھجوائی ہے۔

"آج جامع مسجد سٹی کے ٹرسٹیوں کی ایک نشست بلائی گئی تاکہ مولانا اسعد مدنی صدر جمعیت علماء ہند کے اس بیان پر غور کیا جائے جو انہوں نے ۷ر فروری بروز اتوار چھوٹے میدان واقع لشکر بنگلور میں دیا۔ ٹرسٹی صاحبان نے مولانا کے خلاف اپنے ایک مکتوب میں جو آج ہی ان کی خدمت میں روانہ کیا گیا اپنے گہرے افسوس و رنج کا اظہار کیا ہے کہ مولانا نے ہندوستان کے دینی مدارس کے تعلق سے کچھ ایسی باتیں کہیں جو سننے والوں کو قابل اعتراض معلوم ہوئیں۔ مکتوب میں مولانا اسعد مدنی سے ٹرسٹیوں نے التماس کی ہے کہ جامع مسجد میں ہونے والے بعد مغرب کے خطاب میں وہ صرف اصلاح معاشرہ کے موضوع پر گفتگو کریں۔

(روزنامہ سالار بنگلور ۹۹۔۲۔۹)

مولانا اسعد مدنی کے بیان پر عزیز سیٹھ کا اظہار افسوس

میسور۔ ۹ر فروری (افسر پاشاہ) جمیعۃ العلمائے ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی نے بنگلور کے چھوٹے میدان میں عربی مدارس کے تعلق سے جو بیان دیا ہے وہ گمراہ کن ہے۔ اردو اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر مجھے کافی دکھ ہوا اور تعجب بھی مسلم قائد اور سابق ریاستی وزیر جناب الحاج عزیز سیٹھ نے آج یہاں یہ بات بتائی۔ جناب سیٹھ نے مزید بتایا کہ مولانا اسعد مدنی خود ایک بڑے ادارے کے سرپرست ہیں۔ انہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ چند ماہ قبل ندوۃ العلماء پر پولیس نے جو چھاپے مارے تھے اس کا تمام مسلمانوں کو دکھ ہے جناب سیٹھ صاحب نے کہا کہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد اتنا غم مولانا اسعد مدنی صاحب کے بیان سے ہوا ہے کیونکہ بابری مسجد کو اسلام دشمنوں نے شہید کیا تھا۔ لیکن مولانا اسعد مدنی سے ایسے غیر ذمہ دارانہ بیان کی امید نہیں تھی۔ انہوں نے مولانا مدنی سے اپنا بیان فوراً واپس لینے کی اپیل کی اور کہا کہ وہ فوراً قوم سے معافی مانگیں۔ انہوں نے یاد دلایا کہ مولانا اسعد مدنی نے اس سے قبل حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب مرحوم کے خلاف بھی بیان جاری کیا تھا دریں اثنا مسجد خاکی شاہ کے سیکرٹری اور آل انڈیا ملی کونسل ضلع میسور کے جنرل سیکرٹری جناب عبد العزیز چاند صاحب نے بھی مولانا مدنی کے بیان کو غیر ذمہ دارانہ قرار دے کر اس کی کڑی مذمت کی ہے۔

(پاسبان مورخہ ۹۹۔۲۔۱۰)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002 ☎ 6707555

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
لولاک لما خلقت الافلاک
خدا کی محبت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے
ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
کہ جب ہوگا اسی اُمت سے پیدا رہنما ہوگا
نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے
جو ہوگا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہوگا
ہمارے سید و مولا نہیں محتاج غیروں کے
قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہوگا
جو اپنی زندگی ان کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخر الانبیاء ہوگا
برائے خدمت خلق | اپنے مریضوں کا علاج | دعا - دوا - صدقہ - پرہیز | اور ہمیشہ خوش ذکر کیا کریں
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
درخواست دعا | جماعت احمدیہ عالمگیر انٹرنیشنل | منجانب محتاج دعا | جماعت احمدیہ اترپردیش

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسعد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
☎: SHOWROOM: 27-2185, 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Dist Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-20757
FAX:(091) 01872-20105

Vol - 48 Thursday, 4th March 1999 Issue No : 9

دُعائے ختم القرآن

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے ساڑھے چار سال قبل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ترجمۃ القرآن کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا۔24.2.99 کو مکمل فرمادیا ہے۔ ترجمۃ القرآن کے آخری روز حضور انور نے سورۃ الزلزال سے سورۃ الناس تک کی تلاوت فرمائی اور اس کا مختصر ترجمہ و مطلب بیان فرمایا اور دُعا کرائی جس میں ایم ٹی اے سٹوڈیو میں موجود کلاس کے حاضرین کے علاوہ دُنیا بھر کے احمدی جو اس کلاس سے استفادہ کررہے تھے شامل ہوئے۔

یاد رہے کہ حضور انور نے M.T.A کے سٹوڈیو کا افتتاح 15 جولائی 1994 کو ترجمۃ القرآن کلاس سے فرمایا تھا۔15 جولائی 94 سے 24 فروری تک ترجمۃ القرآن کی کل 305 کلاسیں لگیں تمام عرصہ بالعموم ہفتہ میں دوروز ایک گھنٹہ تک یہ درس جاری رہا۔ گویا کل 305 گھنٹے اس مبارک درس میں صرف ہوئے۔

اس کلاس میں حضور پہلے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ بامحاورہ ترجمہ اور مختصر مطلب بھی بیان فرماتے ساتھ ہی جہاں مناسب ہو تا عربی گرامر کے قواعد سے بھی روشناس کراتے۔

دوران کلاس حضور بعض مرتبہ حاضرین کلاس سے بعض سوالات بھی پوچھتے۔ حاضرین کی طرف سے جواب ملنے پر نہایت خوشی کا اظہار کرتے لیکن اکثر مرتبہ حضور کے سوالات کے جواب خود حضور انور کو ہی دینے پڑتے۔

الحمد للہ اس ترجمۃ القرآن کے ذریعہ موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کے کئی جدید اور عمدہ نکات معلوم ہوئے۔

انشاء اللہ اُمید ہے کہ یہ درس مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دہرایا جائے گا۔ جو احباب پہلے استفادہ نہیں کرسکے اب انہیں ضرور استفادہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر اس کی آڈیو ویڈیو کیسٹس محفوظ کرلی جائیں تو یہ ایک بیش بہا قیمتی خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور عالمگیر جماعت احمدیہ کیلئے بہت مبارک فرمائے۔

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست 1999ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کرسکتے ہیں۔

داخلہ کی شرائط

۱۔ درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
عمر 17 سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ پاس ہونے کی صورت میں عمر 22 سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔
٦۔ حفظ کلاس کے لئے عمر 10-12 سال سے زائد نہ ہو قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔
۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔
۸۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز 15 جولائی 99 تک ارسال کردیں۔

☆۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائیزہ دی جائے گی۔

☆۔ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔

☆۔ امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے۔ رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا۔ **اردو :**...... ایک مضمون اور درخواست۔
انگلش :...... مضمون درخواست۔ ترجمہ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو۔ گرامر۔
انٹرویو:۔ اسلامیات۔ جنرل نالج۔ انگلش ریڈنگ۔ اردو ریڈنگ تلاوت قرآن کریم۔

(ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان)

افسوس!
محترم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب درویش وفات پاگئے

افسوس! محترم ڈاکٹر غلام ربانی صاحب درویش قادیان ولد چوہدری غلام محمد صاحب 10.2.99 کو ہارٹ اٹیک ہونے کے سبب بعمر 84 سال وفات پاگئے پہلے بھی آپ کو دل کا دورہ ہو چکا تھا۔10.2.99 کو صبح اچانک دل کا دورہ پڑا اور احمدیہ ہسپتال لے جایا گیا لیکن 10 بجے وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت صابر شاکر خاموش طبع اور مخلص درویش تھے۔ لمبا عرصہ احمدیہ شفاخانہ کے انچارج کی حیثیت سے خدمت سرانجام دی۔ قریباً اڑھائی ماہ قبل مرحوم کے بیٹے عزیز ہمایوں کبیر کی سکوٹر کے ایک حادثہ میں وفات ہوگئی تھی اس صدمہ کا ان کی طبیعت پر بہت گہرا اثر تھا۔ مرحوم کو اپنی جوان سال بہو اور چھوٹے پوتے پوتی کی بہت فکر رہتی تھی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ضعیف العمر بیوہ کے علاوہ سات بیٹیاں ایک بیٹا جو پاکستان میں ہے اور پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

مرحوم کی نماز جنازہ جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں اسی روز بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب. ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ نے پڑھائی اور قطعہ درویشان میں تدفین عمل میں آئی اس موقعہ پر کثرت سے احباب جماعت شریک ہوئے اسی طرح غیر مسلم دوست احباب بھی تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے اور مرحوم کی بیوہ جو بہت کمزور ہیں اور اکثر بیمار رہتی ہیں ان پر خاوند اور بیٹے کی وفات کا بہت گہرا اثر ہے اور تمام پسماندگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح ہمایوں کبیر کی بیوہ اور بچوں کا بھی حامی و ناصر ہو

قائدین مجالس متوجہ ہوں

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ خدام الاحمدیہ بھارت کا سال ۹۹-۱۹۹۸ء شروع ہو چکا ہے۔ اس موقعہ پر ہم سب کو اپنے سالِ گذشتہ کی کارگزاریوں کا جائزہ لیتے ہوئے مستقبل میں بہتر خدمت کیلئے پختہ عزم اور ہمت کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں تمام قائدین مجالس کو درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ دلائی جاتی ہے۔

۱- <u>مجلس عاملہ</u>: سالِ رواں ۹۹-۹۸ء کیلئے نئی مجلسِ عاملہ تشکیل دے کر اوّلین فرصت میں ہی دفتر خدام الاحمدیہ بھارت سے اس کی منظوری حاصل کریں۔

۲- <u>شعبہ تجدید</u>:- جلد از جلد تجدید فارم پُر کر کے دفتر میں بھجوائیں۔ فارم پُر کرتے ہوئے یہ دھیان رکھیں کہ تمام خانوں کا اندراج ضروری ہے۔ بعض مجالس کی طرف سے اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ فارم غیر مکمل صورت میں بھجوا دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کو کئی قسم کی دقتیں پیش آتی ہیں۔ آئندہ مجالس اس طرف خصوصی توجہ دیں۔

۳- <u>شعبہ مال</u>:- فارم تشخیص بجٹ آمد کے مطابق پُر کر کے جلد از جلد بھجوائیں اور سالِ گذشتہ کے تمام بقایا جات کی وصولی کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ اسی طرح باقاعدہ روزنامچہ میں چندہ جات کا اندراج ضروری ہے۔

مقامی طور پر سال بھر کے اخراجات کا بجٹ تیار کر کے بغرض منظوری دفتر بھجوائیں۔ مقامی اخراجات بھی باقاعدہ روزنامچہ میں درج ہونے چاہئیں جس کا مقامی محاسب سے پڑتال کیا جانا ضروری ہے۔

۴- <u>شعبہ تبلیغ</u>:- یہ ایک اہم ترین شعبہ ہے۔ اس کیلئے باقاعدہ منصوبہ بند طریق پر کام کرنا ضروری ہے۔ جماعت کے دیگر عہدیداروں سے مشورہ کے ساتھ، معیّن لائحہ عمل تیار کریں۔ اس کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدام کو اس مقدس کام کیلئے تیار کریں۔ نیز نو مبائعین کی تعلیم و تربیت اور انہیں نظام جماعت کا فعّال جزو بنانے کیلئے بھرپور کوشش کریں۔

۵- <u>ماہانہ کارگزاری رپورٹ</u>:- ماہانہ رپورٹ کارگزاری حسبِ قوائد بروقت بھجوایا کریں اور رپورٹ فارم کے تمام خانوں کا اعداد و شمار کے اصول پر اندراج کریں۔

اسی طرح دیگر تمام شعبوں کا جائزہ لیں اور پہلے سے بڑھ کر اپنے کاموں میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور للّٰہی جذبہ سے سرشار ہو کر مخلصانہ خدمات پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)